BROWN BOOK

224441

1957

ترکاریان

تنقیح ۱۹۴۶ء

۶۱۱۰

ع

کتب خانہ دیال سنگھ ٹرسٹ

باتصویر

۱۳۵۱ء

اس کتاب میں ہندوستان اور ممالک غیر کی تمام تر و خشک ترکاریوں کی کاشت پرورش نگہداشت اور اُن سے فایدہ حاصل کرنے کی ترکیبیں درج ہیں جو ہندوستان میں کاشت ہوتی اور ہو سکتی ہیں

مرتبہ

بندہ محبوب عالم ایڈیٹر رسالہ زمیندار و باغبان و سجارلاہور

چوتھی مرتبہ

سنہ ۱۹۲۰ء

کارخانہ پیسہ اخبار کے خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں میاں عبدالمجید کے اہتمام سے چھپا

قیمت - - - - - فی جلد - - - - - ایک روپیہ

خانہ باغ

حصہ اوّل

موسوم بہ

ترکاریاں

آب و ہوا

مزارعان اور باغبانان کے لئے آب ہوا کا علم ایسا ہی ضروری ہے جیسے کہ طبیب کے لئے ادویات کی تاثیرات کا۔ آب و ہوا کا قدرتی اثر تمام حیوانات جمادات اور نباتات پر پڑتا ہے۔ ذی روح اور غیر ذی روح دونوں اسے اپنے طور پر محسوس کرتے ہیں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ منطقہ حارہ منطقہ معتدلہ اور منطقہ باردہ کے تمام چرند پرند پھل پھول پودوں اور انسانوں کے حواس اور جسمانی ساخت میں نمایاں فرق ہوتا ہے یہ فرق زیادہ تر آب و ہوا کی خاصیت پر مبنی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے کاشتکار اور باغبان بالعموم جاہل ہوتے ہیں مگر تاہم آب و ہوا کی ماہیت سے بہت کچھ عملی طور پر واقف ہوتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عرصہ دراز سے ہندوستان میں پیشے موروثی چلے آتے ہیں۔ اس لئے ہر قسم کے پیشہ ور کچھ اپنے بزرگوں کی باتوں ان کے تجربوں کچھ اپنے پیشہ کی روایتوں عادتوں اور کچھ اپنے ذاتی مشاہدوں اور عملی تجربوں سے مستفید ہوتے چلے آتے ہیں اسی طرح

سے گو بے ڈھنگے طور پر اُن کو اپنے کام کی موٹی موٹی باتوں کا علم ہو جاتا ہے مگر بوجہ جہالت اُن کے نشیب و فراز اُن کی باریکیوں اور اُن سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے طریقوں اور ترکیبوں سے محروم رہتے ہیں اور زمانہ میں جو نئی نئی ایجادیں اور ترقیاں ہوتی رہتی ہیں اُن سے بھی وہ بے خبر رہتے ہیں صرف زبان دانی کی کتابیں پڑھ لینے یا قصہ کہانیوں کی کتابیں عبور کر لینے سے پیشہ وروں کو اُن کے کام میں خاک مدد نہیں مل سکتی تاوقتیکہ وہ خاص اپنے کام کے متعلق علم کو بطور سائنس کے مطالعہ نہ کریں ۔

ہندوستان میں موسموں کو تین حصّوں پر تقسیم کیا گیا ہے۔ گرمی۔ برسات اور جاڑا۔ مگر ہندوستان کوئی چھوٹا سا ملک نہیں ہے اسے براعظم کہنا خلاف واقعات نہیں ہوگا۔ اس لئے یہاں کے پہاڑوں پر سال کے بڑے حصے میں جاڑا اور کیفیت رہتی ہے میدانوں میں کچھ اور۔ وہ علاقے جو سمندروں کے قریب ہیں اُن میں کچھ اور۔ غرضیکہ تمام ہندوستان میں ایک وقت میں یکساں موسم نہیں رہتا البتہ ہر جگہ موسم گرمی۔ برسات اور جاڑے میں کم و بیش ضرور تقسیم ہوتا ہے خواہ آگے پیچھے ہو۔ پنجاب اور ممالک مغربی و شمالی میں چار مہینے نومبر۔ دسمبر۔ جنوری اور فروری جاڑے کے گنے جاتے ہیں۔ مارچ۔ اپریل۔ مئی اور جون گرمی کے۔ اور جولائی۔ اگست۔ ستمبر اور اکتوبر برسات کے۔ دیوالی سے لوگ رات کو لحاف اوڑھنے لگ جاتے ہیں جو بالعموم اکتوبر کے اخیر میں ہوتی ہے۔ اکتوبر کے آخر میں صبح و شام خاصی خنکی ہوتی ہے بسنت کو جو بالعموم فروری کے شروع میں ہوتا ہے موسم کھل جاتا ہے ہوا میں وہ سردی نہیں رہتی تو بدن کو چبھے اور موسم خوشگوار معلوم ہوتا ہے۔ بسنت سے ہولی تک گلابی جاڑے رہتے ہیں اور یہ موسم بہار کا ہوتا ہے اپریل کے وسط تک صبح و شام گرمی معلوم نہیں ہوتی۔ بعد میں آفتاب کی حرارت زیادہ ہو جاتی ہے اور لوئیں چلنے لگ جاتی ہیں کئی کئی دن تک آسمان پر گرد و غبار چھایا رہتا ہے اندھیاں چلتی ہیں اور حرارت آفتاب سے زمین خوب تپتی ہے ماہ جون کے وسط سے چھینٹا پڑنا شروع ہو جاتا ہے اور جولائی میں خاصی برسات ہو جاتی ہے کبھی سیاہ مست گھٹائیں اٹھتی ہیں سرد ہوا چلتی ہے اور کبھی ایسا حبس ہو جاتا ہے کہ دم گھٹنے لگتا ہے۔ رات کو جب مطلع بالکل صاف ہوتا ہے تو جو

نوتس پڑتی ہے ہر موسم میں جداگانہ ہوائیں چلتی ہیں جن پر بارش کا آنا آندھی کا چلنا۔ بادل کا کھلنا اور فصل کا نفع و نقصان بہت کچھ منحصر ہے ۔

لایق اور سمجھ دار مالیوں اور کاشت کاروں کی لیاقت پر یہ امر انحصار رکھتا ہے کہ وہ ہر موسم میں اپنی فصلوں کی کس طرح سے خبرداری کریں۔ موسم سرما میں سبزی و ترکاری کو جاڑے پالے کہر اور دھند سے نقصان نہ پہونچنے دیں۔ گرمی میں لوؤں کے تھپیڑوں سے سبزی کو جھلسنے سے بچانے کے لئے کس وقت پانی دیں اور کیا اپاؤ کریں۔ برسات میں پانی کی بہتات سے پودوں اور بیلوں کو سڑنے سے بچاویں اور یہ کہ کس وقت کیا چیز بودیں اس موقع پر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ بہت سے باغبان غیر ممالک کے بیج بونے میں سخت غلطی کر جاتے ہیں۔ وہ بیج جو انگلستان میں دسمبر یا جنوری میں بوئے جاسکتے ہیں وہی بیج ہندوستان میں اگر گرمی اور برسات کے اندر بوئے جاویں تو ممکن ہے کہ بہت سے نہ پھوٹیں اور نومبر تک وہیں پڑے رہیں۔ اور اس مہینہ میں زمین سے سر نکالیں۔ عام ولایتی ترکاریاں بونے کا موسم نومبر یا اکتوبر کے آخر میں شروع ہوتا ہے اس لئے مالیوں کو اکتوبر میں پوری پوری تیاری کرنی چاہئے۔ دیسی ترکاریاں جو گرمی کے موسم میں پکتی ہیں اُن کے بونے کا وقت فروری سے شروع ہو جاتا ہے اس لئے جنوری کے آخر میں بونے کی تیاریاں شروع کر دینی چاہئیں۔ مثلاً زمین کا درست کرنا کھاد ڈالنا وغیرہ وغیرہ ۔

غرضکہ شمالی ہند میں موسم سرما شمال مشرقی ہواؤں سے شروع ہوتا ہے جو بالعموم ماہ نومبر سے چلنے لگتی ہیں اور وہ ماہ مارچ تک چلتی رہتی ہیں۔ اس کے بعد جنوب مغربی ہوائیں چلنے لگتی ہیں جو موسم گرما کو لاتی ہیں اور جو ماہ جون میں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد گو ہوائیں اسی سمت میں عموماً چلتی رہتی ہیں مگر برسات شروع ہو جاتی ہے۔ جس میں موسم کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ صبح ٹھنڈی تو دوپہر کو تپش۔ تیسرے پہر حبس اور رات کو گرمی اور سردی خلط ملط ہو کر عجیب ناگوار موسم بن جاتا ہے۔ مگر شروع شروع میں موسم اکثر اچھا رہتا ہے جیسے ساون کی بہاریں کہتے ہیں۔ بھادوں میں موسم ... یا اکتوبر سے

کہ ہوا اور پانی کی اچھی طرح سے آمد و رفت ہو سکے۔ اور کاشتکار اس پر اچھی طرح سے
بے تردد اور بلا زائد محنت کے کام کر سکے۔ بعض زمینوں کی اوپر کی سطح عمدہ ہوتی ہے مگر نیچے کی
سطح مختلف نکلتی ہے۔ اس لئے جو زمین قریب دو فیٹ عمق تک ایسی ہو جس میں مناسب
اجزاء متحرک اور غیر متحرک شامل ہوں اور سٹی قریبا یکساں خاصیت کی ہو وہ عمدہ گنی جاتی ہے
عمدہ زمین کی اور زیادہ تشریح اس طرح سے کر سکتے ہیں کہ جس کی مٹی کا بڑا حصہ متحرک
اجزاء سے مشتمل ہو۔ اور ان متحرک اجزاء کے ساتھ مناسب اجزاء مٹی۔ ریت۔ لوہے۔ چونے
گنیشیا وغیرہ کے ہوں۔ زرخیز زمین اُسے کہیں گے کہ جسے ہر مرتبہ زیادہ کھاد کی ضرورت نہ
پڑے۔ اور اگلا تا معقول فصل دے۔ ہلکی زمین اُسے کہیں گے کہ جس میں ریت کا جزو زیادہ
اور چکنی مٹی کا جزو کم ہو اور کھاد کی بہت زیادہ ضرورت ہو۔ تریٹ کی زمین اُسے کہیں گے
جو دریاؤں اور ندیوں کے کنارے ہو یا دو دریاؤں یا ندیوں کے مابین واقع ہو جو تھوڑے
تھوڑے فاصلہ پر بہتے ہوں۔ بیٹ زمین میں خالص ریت کا جزو بہت ہوتا ہے۔ اور اس
قسم کی زمینوں میں کئی قسم کی سبزی ترکاریاں اور تربوز خربوزے بہت عمدہ اور کثرت سے
پیدا ہوتے ہیں کیونکہ دریا کی تری ریت کو نشوونما کی بہت قوت عطا کرتی ہے۔ جب برسات
میں ندی نالے اور دریا سے چڑھتے ہیں اور پہاڑوں سے زیادہ پانی آتا ہے تو یہ زمینیں
غرقاب ہو جاتی ہیں اور جب پانی اُتر جاتا ہے تو برآمد ہو جاتی ہیں۔ پانی میں ڈوبے
رہنے کی حالت میں یہ معقول خوراک حاصل کر لیتی ہیں۔

شمالی ہند میں زمین قدرتاً عمدہ ہے گو بعض مقامات میں کچھ نقص پایا جاتا ہے۔
مگر فی الجملہ اچھی ہے۔ اور نباتات کی کاشت کے لئے بہت موزون ہے۔ اس میں چکنی
مٹی کا خوب جزو ہوتا ہے۔ اور جب اسے اچھی طرح سے درست کر کے نازک سے نازک
اور رس دار پودے بھی بوئے جاویں۔ وہ بھی عمدگی سے نشوونما پاتے ہیں۔ جس زمین میں
ریت کا جزو زیادہ ہے وہ کھاد ڈالنے سے بالکل درست ہو جاتی ہے اور پیداوار بہت
عمدہ ہوتی ہے اور نباتات کی کاشت کے لئے بدترین زمین وہ ہوتی ہے جس کی
مٹی کے ڈھیلے بہت سخت ہوں اور توڑنے سے بھی اچھی طرح سے نہ ٹوٹیں۔

مگر خوشی کی بات ہے کہ ایسی اراضی کم ہے۔ نباتات بونے کے لئے جب زمین کا انتخاب کیا جائے
تو حتی المقدور اس قسم کی زمین سے کنارہ کشی کرنی چاہئے۔ اگر یہ بات مشکل ہو تو کچھ مضایقہ
نہیں ہے اسے محنت اور توجہ سے درست کر سکتے ہیں۔ اول اس میں گہرا ہل چلوا دینا چاہئے
تاکہ مٹی پر موسمی آب و ہوا کا اثر ہو۔ سورج کی تپش ہوا اور بارش اپنا رنگ دکھلائے
پھر اس میں خوب ہلکی قسم کی کھاد ڈالی جائے۔ مثلاً گھوڑے کی لید پتی کی سڑی ہوئی
کھاد۔ بازاروں کا کوڑا کرکٹ۔ مگر گوبر اور بیلے وغیرہ کی کھاد نہ ڈالیں کیونکہ اس قسم کی
کھادیں شمار نہیں کیجاتیں +

شمالی ہند کے علاوہ شمال و جنوب کی زمین بھی بہت عمدہ ہے۔ یہ نباتات کی کاشت
کے لئے بہت عمدہ ثابت ہوئی ہے۔ سندھ میں نباتات جس قسم کی چاہیں بو سکتے ہیں
بنگال کے مشرقی حصہ میں بیشتر کی زمین بہت پائی جاتی ہے۔ فی الجملہ صوبہ بنگال
کی زمین نباتات بونے کے مطلب کی ہے البتہ وسط ہند اور جنوبی ہند میں کئی مقامات پر زمین
نباتات کے لئے موزوں نہیں ملتی۔ بہت خشک۔ سخت اور پتھریلی ہوتی ہے۔ گر اسے ہم محنت
سے مفید مطلب بنا سکتے ہیں۔ صوبہ بمبئی میں سرخ زمین دریا تھا ملی زمین میں نباتات
کی کاشت بہت اچھی طرح سے ہوتی ہے اور اس قسم کی زمین کی بہت قدر کیجاتی ہے

نباتات بونے کے لئے زمین کس قسم کی تیار کرنی چاہئے

نباتات بونے کے لئے کوئی خاص ایسا نقشہ نہیں ہے جس کے مطابق زمین کا بنانا
ضروری ہو یا کسی قطع وضع پر سب کو تیار کرنی چاہئے بلکہ ایک عام اصول کو مدنظر رکھنا
چاہئے۔ تاکہ ہر ایک زمین خواہ وہ کسی جگہ واقع ہو زیر کاشت آسکے وہ عام اصول یہ ہے
کہ اگر بڑے بڑے کھیتوں میں ترکاریاں بونی ہوں تو قطعات مربع بنانے چاہئیں جن کے
اردگرد بلند ڈنڈی ہو اور چلنے پھرنے میں آسانی رہے۔ اور یہ چھوٹی چھوٹی پگڈنڈیاں ایک
بڑی ایک ڈنڈی سے جا ملیں جو وسط میں ہو۔ اگر نباتات باغیچوں میں بونی ہوں۔ تو
مربع شکل کی یا گول کیاریاں بنانی چاہئیں جن کے گرد اگرد روشیں ہوں اور ان کے

ساتھ ساتھ پانی کی چھوٹی چھوٹی نالیاں ہوں۔ ان نالیوں کو ذرا ڈھلوان رکھنے کا اول سے خیال رکھنا چاہئے تاکہ کنوئیں سے جو پانی چلے وہ برابر تیزی سے چلا آوے۔ ان نالیوں کو کیاریوں میں داخل کرنے کے لئے روشوں کے نیچے سے نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسا کوئی پکا کھپرا وغیرہ رکھ کر روشوں کے نیچے سے ان نالیوں کو نکالنا چاہئے تاکہ مٹی گر کر ہو کر نالیوں کا راستہ نہ بند کر دے۔ اگر نباتات کی کیاریوں کے آس پاس دُور دُور اونچے پر چھوٹے چھوٹے میوہ دار درخت مثلاً سنگترے نارنگیاں لیموں وغیرہ لگا دئے جاویں تو چنداں حرج نہیں ہے۔ بلکہ کسی قدر فائدہ ہے۔ مگر یہ درخت زیادہ نہیں ہونے چاہئیں ورنہ سایہ کے باعث سے نباتات کی نشوونما کو گزند پہونچے گا۔ بہت کم ایسی نباتات ہیں جو سایہ میں پرورش پا سکتی ہیں اور اچھی طرح سے سرسبز ہو سکتی ہیں۔

تخم پاشی کے پہلے جب زمین کو درست کرنے لگیں تو اس کی حالت کو دیکھ لینا چاہئے۔ مثلاً موسم خشک ہے اور زمین بھی عرصہ سے پانی نہ ملنے کے باعث بہت خشک پڑی ہے تو بہتر ہے کہ اس میں ہل چلانے یا پھاوڑہ چلانے کے پہلے اسے پانی دیدیا جائے اور جب پانی جذب ہو جائے تو ہل یا پھاوڑہ سے درست کریں اس طرح سے علاوہ محنت کی بچت کے زمین اچھی ہو جاتی ہے۔ اگر زمین بہت تر ہو تو اسے ہل یا پھاوڑہ سے اس وقت تک درست نہ کریں جب تک کہ مٹی بھربھری نہ ہو جائے۔ ورنہ گیلی مٹی کے ڈھیلے سے بند ہو جائینگے اور سوکھ کر اینٹیں اور روڑے بن جائیں گے۔ ان کو توڑنے اور ریزہ کرنے میں دوچند محنت درکار ہوگی اور علاوہ ازیں زیادہ کھاد کی ضرورت ہوگی۔

کھادیں

کھادیں تین طرح کی ہوتی ہیں۔ معدنی نباتاتی اور حیوانی۔ اگر علم کیمیائے زراعت کی رو سے دیکھا جائے تو ترکیبی کھادوں کے اتنے اقسام ہو گئے ہیں کہ جن کا شمار گنتی میں نہیں ہو سکتا اور روز بروز جیسے جیسے تجربات کی وسعت ہوتی جاتی ہے کھادوں کے نئے نئے اقسام ظاہر ہوتے جاتے ہیں مختلف کاشت کے لئے مختلف کھادیں استعمال کی جاتی ہیں۔

کھاد اس واسطے ڈالی جاتی ہے کہ مٹی میں معدنی۔ نباتاتی اور حیوانی اجزا مناسب طور پر مِل
اُسے تقویت دیں اور پیداوار کو بڑھائیں اور زمین میں جو کمزوری ہے یا جن اجزا کی کمی ہے اُسے
پورا کریں مگر بڑے بڑے تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ ہندوستان کے ہر حصہ میں نباتات
کی کاشت میں کھاد ڈالنے کے لئے معمولی اور نہایت سستی کھادیں نہایت مفید ہیں اور
کھاد مجموعی بہت بیش بہا کھاد ہے جو آسانی سے ہر جگہ بافراط مل سکتی ہے۔ کھاد مجموعی اُسے
کہتے ہیں کہ جو مویشیوں کے باڑوں میں سے برآمد ہو۔ جس میں لید۔ گوبر۔ پیشاب۔ سڑا ہوا
اور بھیگا ہوا بھوسہ۔ بچا ہوا چارہ وغیرہ شامل ہوتا ہے۔ دوسرے بازار کا کوڑا کرکٹ
پتے۔ باورچی خانوں کے فضلات۔ گائے بھینس کا گوبر۔ بھیڑ بکری کی مینگنیاں کبوتر
مرغیوں وغیرہ کی بیٹ۔ کم و بیش شامل ہوتی ہے۔ اس کو کھاد مجموعی کہتے ہیں اور یہ نباتات
کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ کھاد عام نباتات کی کاشت کے لئے لکھا گیا ہے
لیکن نباتات کی ایسی قسمیں بھی ہیں جن کو خصوصیت کے ساتھ نفیس اور اعلیٰ درجہ کی پیدا کرنے
کیلئے خاص خاص قسم کی معدنی کھادیں دینے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ کھادیں فصل کی
اقسام کو دیکھ کر ڈالی جاتی ہیں۔ کھاد مجموعی کو کھیتوں اور کیاریوں میں ڈالنے سے پہلے کسی
جگہ ڈھیر لگوا کر کچھ عرصہ پڑا رہنے دیں تاکہ سڑ گل کر سب اجزا ایک جان ہو جاویں۔ اگر تازہ
ڈالی جاوے گی تو وہ موثر نہیں ہوگی۔ اور کئی مہینوں کے بعد کچھ زور دکھلائے گی۔ مگر اس
فضول پڑے رہنے سے نباتات کی فصل کو نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ زمین سے اسے
خوراک حاصل کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دیمک اور کیڑے مکوڑوں کی
ضرر رسانی کا احتمال رہتا ہے +

ایک تجربہ کار صاحب نباتات کی کھاد بنانے اور اس کو استعمال کرنے کی نسبت بیان کرتے
ہیں کہ بجائے کھاد کو دھوپ میں خشک کرنے اور سڑانے کے یہ ترکیب بہت عمدہ ہے کہ جب
سبزی ترکاریوں کا موسم ختم ہو چکے تو ان کے پتے پودے وغیرہ [illegible]
[illegible] زمین کھود کر دبا دیں۔ دوسری فصل بونے تک یہ کھیت [illegible]
[illegible] واپس آجائے گا [illegible] جن کی نباتات کی [illegible]

ہے۔ بشرطیکہ زمین کو پانی موافق آوے۔ اور زیادہ محصول نہ دینا پڑے اور بآسانی رہے
کھیتوں میں۔ اکثر شہروں و قصبوں کی کھیتوں کے محکمہ آبرسانی سے بھی بعض بعض
مقامات میں نباتات کو سیراب کرنے کے لئے پانی لیتے ہیں۔ مگر کسی قدر محصول زیادہ
دینا پڑتا ہے۔ پانی دینے کے لئے یورپ میں طرح طرح کی کلیں اور پمپ ایجاد ہوئے
ہیں مگر وہ زیادہ قیمتی ہیں۔ ہمارے غریب زمیندار بھی اس قدر صرفہ کے متحمل نہیں
ہو سکتے۔ مگر ممالک مغربی و شمالی کے محکمہ زراعت نے جو چین پمپ (زنجیری نل)
جاری کئے ہیں۔ وہ بہت ہلکے نہایت سستے اور بہت کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔
چھوٹے تالاب اور نالاؤں سے پانی لینے کی سہل ترکیب ٹوکریوں سے کی جاتی ہے یعنی مضبوط بنی
ہوئی ٹوکری کی دونوں طرف رسیاں باندھکر دو آدمی آمنے سامنے کھڑے ہو جاتے
ہیں۔ اور جھٹکے سے پانی میں ڈال کر اسے بلند جگہ پر اچھالتے جاتے ہیں۔ ہمارا اصلی
مطلب یہ ہے کہ نباتات کو عین وقت پر پانی دینا مقدم ہے۔ یہ مقامی حالت اور
کاشتکار کی مرضی پر منحصر ہے کہ کس طرح وہ ترکیبیں جو سب بتلا دی گئی ہیں +

نباتات کے تخم بونا

اگرچہ چند قسم کی ترکاریاں قلموں اور جڑوں سے بھی بوئی جا سکتی ہیں مگر بالعموم ہر
جگہ نباتات کی کاشت تخم سے ہوتی ہے۔ آگے چل کر جب ہم تفصیلوار ہر ایک ترکاری کا
ذکر کریں گے اس وقت ساتھ کے ساتھ ہی نقشہ دیا اور مہینوں میں اس کے بونے کا
موسم بھی بتلا دیا جائیگا۔ مگر تخم بونے میں کئی ضروری احتیاطیں مد نظر رکھنی چاہئیں
اول تخم حتی المقدور سالم۔ عمدہ اور پورے پکے ہوئے جمع کرنا چاہئے ورنہ فصل کے
ناقص نکلنے کا احتمال ہے۔ پھر فصل کو بہت جلد اس خیال سے نہیں بونا چاہئے کہ سب
سے پہلے تیار ہو جائیگی۔ کیونکہ بعد میں بونا کارآمد ہوتی ہے ان کا ذائقہ بہت تلخ ہوتا ہے مثلاً
بعض اصحاب موسم سرما کی ترکاریوں کے بیج تخم فروشوں سے جولائی یا شروع اگست
میں منگا لیتے ہیں اور فوراً انہیں بغیر موسم اور آب و ہوا کا خیال کئے بو دیتے ہیں

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو بیج پھوٹتے ہی نہیں۔ اگر پھوٹتے ہیں تو پھولتے پھلتے نہیں۔ وہ ایسے اصحاب بجائے اسکے کہ اپنے قصور کے معترف ہوں بیجوں یا تخم فروشوں کو مطعون کرتے ہیں
بیج بوتے وقت یہ دیکھ لینا چاہئے کہ آیا کیاریاں جیسا کہ چاہئے درست ہو گئی ہیں یا نہیں۔ مٹی خوب باریک ہے۔ یکساں ہو گئی ہے۔ سطح خشک تو نہیں ہے اگر تر ہے تو اتنا تو نہیں کہ مٹی کیچڑ جیسی ہو گئی ہو۔ بوتے وقت مٹی میں تری ضرور ہونی چاہیئے مگر ایسی کہ جس سے مٹی بھر بھری رہے۔ اور ہاتھ چپک نہ جائے۔ اگر بڑی ترکاریوں کے بیج مثلاً مٹر یا لوبئے وغیرہ کے بوتے ہیں تو انہیں دو یا تین انچ کی گہرائی میں دابنے چاہئیں۔ چھوٹے بیجوں کو آدھ انچ یا ایک انچ کے عمق میں دابنا چاہئے۔ مگر جو بیج بہت ہی چھوٹے ہوں اُن کو چھڑکواں ڈالیں۔ اور اوپر سے مٹی بھر بھرا دیں۔ بیج بونے کے بعد وقت پر پانی دینے کا خیال رکھنا چاہئے۔ ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ اگر زمین اور ہوا مرطوب ہو تو جب تک بیج پھوٹ آویں۔ اُس وقت تک پانی دینے کی ضرورت نہیں اگر زمین اور موسم خشک ہو تو بیج بوتے ہی پانی دینا چاہئے۔ اور پھر حسب ضرورت پانی دیتے رہیں +

آج کل وہ کمپنیاں جو پھولوں اور ترکاریوں کے بیج فروخت کرتی ہیں بیجوں کے ہمراہ ہدایات کا پرچہ بھی بھیجتی ہیں۔ اُن پر بھی غور کرنا واجب ہے۔ کیونکہ بعض اقسام کے بیجوں کو رقیق کھادوں اور پانی میں بھگو کر بونا پڑتا ہے ورنہ وہ خاطر خواہ نشوونما نہیں ہوتے +

بیجوں کی داشت

ہمارے ہاں بیجوں کو جس طرح رکھتے ہیں وہ طریقہ بہت ناقص ہے۔ اس طریق سے تخم کی قوت۔ تنمیہ۔ بہت کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ زود مارا جاتا ہے جو قدرتاً ہمیں ہوتا ہے۔ شہروں اور قصبوں میں تخم فروش بیٹھے وہ آدھ پیٹے اور گرد و غبار چڑھے ہوئے بیجوں کو تھیلے ٹوکروں میں ڈال کر عام سبزی فروشوں کی طرح چُن دیتے

ہیں۔ اور کئی کئی دنوں بلکہ مہینوں تک اسی حالت میں رکھتے ہیں۔ گرمی۔ سردی۔ برسات کے موسمی تغیرو تبدلات کا انہیں مطلق خیال نہیں۔ مگر انگریز اس بات کا بڑا خیال کرتے ہیں۔ اور اُن کی حفاظت کو مقدم سمجھتے ہیں جہاں سے تخم منگوائے جاتے ہیں۔ وہاں سے کاغذ کی کئی کئی تہوں میں لپیٹے جاتے ہیں بکس نہایت احتیاط سے بند کیا جاتا ہے تاکہ ہوا کا نام تک اندر نہ جاسکے۔ اور موسمی تغیرات سے محفوظ رہیں۔ جب بونے کے لئے کھولے جاتے ہیں تو فی الفور بو دیئے جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کھلے پڑے رہیں بلکہ جس بکس میں سے نکالے جاتے ہیں پھر اُس میں نہیں رکھے جاتے کیونکہ ہوا اور نمی پہونچنے کا اندیشہ رہتا ہے اگر بیج رہیں تو بوتلوں میں بھر کر کاگ کس کر لگا دیا جاتا ہے۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے اب تخم فروش کمپنیوں نے ایسے بکس تیار کرائے ہیں تاکہ حسب ضرورت بیج نکال لیں اور پھر پیچ سے بند کر دیں۔ مگر بہت سے انگریز اسے بھی قابل اطمینان نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ بکس کا پیچ ڈھیلا ہو اور ہوا اور سیل کی رمق اندر جا سکے۔

ہندوستان میں بھی کوہ منصوری وغیرہ پر تخم فروش کمپنیاں ہیں جن کے بڑے بڑے کارخانہ ہیں۔ اُن کے دُنیا کے ہر حصہ میں گماشتے موجود رہتے ہیں جو ہر قسم کے بیج جمع کرتے رہتے ہیں۔ اور عمدہ سے عمدہ بیج انتخاب کئے جاتے ہیں۔

سہارنپور اور ال ہو۔ کے سرکاری باغیچوں سے بھی بیج منگوا سکتے ہیں صرف درخواست بنام سپرنٹنڈنٹ بوٹینکل گارڈن بھیج دینے کی تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے۔ مقام ڈکمنڈ (مدراس) سے بھی عمدہ قسم کی نباتات کے بیج مل سکتے ہیں جو نیل گری پربت کی چوٹیوں اور دیگر مقامات میں تیار کیے جاتے ہیں۔ کوہ منصوری سے بھی اچھی قسم کے تخم منگوا سکتے ہیں پہلے ان کی فہرست منگوا کر ملاحظہ کیجئے پھر حسب پسند منگوا لیجئے۔ اور بعض دیسی تخم فروشوں نے بھی جابجا اپنے کارخانے کھول لئے ہیں جو معقول طریقے پر قائم ہیں اُن سے بھی حسب اطمینان بیج خریدتے ہیں۔ علاوہ ازیں یورپ کے ہر ملک میں تخم فروش کمپنیاں موجود ہیں حسب ضرورت وہاں سے بھی منگوا سکتے ہیں۔

بیجوں کا جمع کرنا

یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر مرتبہ کاشت کے لئے تخم فروشوں یا تخم فروش کمپنیوں اور سرکاری باغیچوں سے بیج منگوائے جاویں۔ بہت سی سبز ترکاریوں کے بیج موسم کے اخیر پر اپنے باغیچوں اور کھیتوں سے حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ مالی کو تاکید کیجائے کہ وہ احتیاط سے کام لے۔ جن پودوں سے بیج حاصل کرنے منظور ہیں اُن کو علیحدہ رکھ لو۔ اور پودوں کو صاف کر دو۔ اُن کی خاطر انہیں باغیچوں یا کھیتوں سے پاک کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہئیے۔ بیج والے پودوں کی شب و روز احتیاط رکھنی چاہئیے کہ ان کو کسی قسم کا کیڑا نہ لگے وقت پر پانی ملتا رہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ قبل از وقت خشک ہو جائیں۔ تیز آندھیوں سے انہیں بچایا جائے۔ کہ یہ ہوا کے جھونکوں سے گر نہ پڑیں یا موسلادھار پانی سے ٹوٹ نہ پڑیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ کہا گیا ہے کہ جو نباتات اور پودے متواتر بیجوں سے ہی پیدا کئے جاتے ہیں۔ وہ تیسری چوتھی نسل میں کمزور ہونے لگتے ہیں اور اُن کی خاصیت میں بھی کسی قدر فرق آجاتا ہے۔ ایسی حالت میں یا تو بیج باہر سے نئے اور تازہ منگا کر بوویں یا قلموں اور جڑوں سے کاشت کریں یہ تجربہ میں آیا ہے کہ کریلے کے پودے باغیچہ میں لگائے گئے ان سے بیج رکھ چھوڑے اور پھر دوسری فصل میں لگائے اسی طرح سے اس فصل کے بیج اگلی فصل میں بوئے تو معلوم ہوا کہ وہ بہار نہیں رہی اور کریلے ایسے بڑے اور لذیذ پیدا نہیں ہوئے جیسے پہلی اور دوسری مرتبہ تھے۔ گاجریں اگر اسی طرح دو تین مرتبہ بوئی جاویں تو خراب ہونے لگتی ہیں۔ پس جب ایسے آثار معلوم ہوں تو تازہ بیج باہر سے عمدہ منگوا کر بونے چاہئیے اور اپنے باغیچوں سے جو بیج جمع کئے جاویں اُن کو خوب سُکھا کر اور بوتلوں کو اچھی طرح سے خشک کر کے اُن میں بھر دیں اور اوپر سے کاک خوب کس کر لگا دیں تاکہ ہوا اور نمی کا کسی صورت میں ایسی گذر نہ ہو۔ اور یہ بوتلیں خشک اور محفوظ جگہ پر رکھی جاویں +

آلات

اگرچہ باغبانی کے آلات کی باتصویر فہرست بہت لمبی چوڑی ہے مگر اُسے ہم پھل اور پھولوں کے باغات کی کتاب میں درج کرنیکا ارادہ رکھتے ہیں۔ نباتات کی کاشت کیلئے چند مختصر آلات کافی ہیں جن کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں اور جو ہر جگہ بآسانی مہیا ہو سکتے ہیں +

(۱) **پھاوڑہ**۔ پھاوڑے کی خوبی یہ ہے کہ اس کا دستہ ایسا اچھا ہو کہ کاشتکار کے ہاتھ میں بخوبی کام کر سکے اور کھُردلا نہ ہو۔ اس کے لوہے کا پترا اچھا ہو تاکہ حسب ضرورت تیز ہو سکے۔ اور اتنا چوڑا ہو کہ اس سے مٹی زیادہ آ سکے۔ پھاوڑے پانچ چھ ہونے چاہئیں کوئی بڑا ہو کوئی درمیانہ کوئی چھوٹا تاکہ حسب موقع کام لیا جا سکے +

(۲) **رمبی** اور رمبا۔ رمبی اور رمبے سے کاشتکار کو بہت کام پڑتا ہے۔ زمین کو بیج بونیکے لئے اسی سے گہرا کھودتے ہیں۔ اور بھی درختوں کو جڑ سے اُکھاڑنے میں یہ آلات عمدہ کام دیتے ہیں +
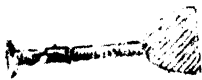
(۳) **کھُرپی اور کھُرپا**۔ سب سے زیادہ کاشتکار نباتات کی کاشت میں کھُرپی اور کھُرپے سے کام لیتا ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اُس کے ہر وقت یہ ہاتھ میں رہتے ہیں وہ انہیں سے پانی کاٹتا اور موڑتا ہے۔ انہیں سے ناکارہ گھاس صاف کرتا ہے۔ انہیں سے روشیں اور کیاریاں بناتا ہے اور انہیں سے زمین گوڈتا ہے +

(۴) **لوہے کی میخیں** کیاریوں اور روشوں کو درستی سے بنانے میں اکثر سروں پر میخیں گاڑنی پڑتی ہیں تاکہ کیاریاں اور روشیں سیدھی رہیں اور پیمانہ ٹھیک رہے +

(۵) درانتی۔ درانتی سے جھاڑیاں دُور کرنے اور اُونچے پودے اور بیلوں کو کاٹ کر نکالنے میں بڑی مدد ملتی ہے اس کے دندانے تیز ہونے چاہئیں +

(۶) لکڑی کی تھاپی۔ لکڑی کی تھاپی کو علاوہ مٹی کوٹنے کے بسا اوقات کیاریوں کی قطاروں کے درست کرنے میں مدد لیتے ہیں +

(۷) چوبی پھاوڑی۔ چوبی پھاوڑی بھی بہت کام دیتی ہے کیاریوں میں کھاد کی ٹوکریاں ڈالکر اس سے پھیلاتے ہیں اور قطاروں کے بنانے میں بھی کیفیت اس سے لے لیتے ہیں +

ان آلات کے علاوہ ٹوکریاں۔ چٹائیاں۔ بانس وغیرہ بھی بہت کام کی چیزیں ہیں۔ مٹی اُٹھانے پنیری یا اور نازک پودوں کو دھوپ سے بچانے کے لئے ان سے کام لینا پڑتا ہے +

موسم سرما کی سبز ترکاریاں

مٹر

موسم سرما کی سبز ترکاریوں میں مٹر کا دم غنیمت ہے۔ فرنگی اور ہندوستانی دونوں اسے نہایت شوق سے کھاتے ہیں۔ فرنگیوں کا اسے کھانے کا طریقہ سادہ اور ہندوستانیوں سے بالکل نرالا ہے۔ ہندوستانی اسے کچی بھی کھاتے ہیں اور شوربا دار بنا کر بھی کھاتے ہیں چاولوں میں ڈال کر تاہری کے طور بھی کھاتے ہیں۔ آخری بہار میں بھنوا کر بھی کھاتے ہیں غرضکہ مٹر کی تمام سردیوں میں بہت چاہ رہتی ہے۔ پہلے پہل جب یہ چلتی ہے تو بازاروں میں بہت گراں بکتی ہے۔ جوں جوں زیادہ اُترنے لگتی ہے ویسے ہی سستی ہوتی جاتی ہے۔ اخیر موسم میں اگر تین چار پیسے سیر سنوں بکتی ہے۔ کچی کھاؤ تو بھی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اگر ترکاری کے طور پر کھاؤ تو بھی نہایت لذیذ ہوتی ہے +

اس کا پودا ایک دفعہ لگایا ہوا ایک مرتبہ بہت پھلتا ہے جب پھلیاں اُتر چکیں

اور موسم خزاں پر آیا تو اس کے پودے خود بخود مرجھانے اور سوکھنے لگ جاتے ہیں۔ اس

پودے کی نسبت عالمانِ علم نباتات کا خیال ہے کہ یہ جنوبی یورپ اور مغربی ایشیا کا
متوطن ہے۔ خواہ کہیں کا اُسے متوطن فرض کر لیا جاوے۔ ہندوستان میں ہر جگہ میدانوں
اور پہاڑوں پر پایا جاتا ہے اور بونے سے اُگتا ہے اور پھلیاں دیتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ
ان دنوں اہل یورپ جس بات کے درپے ہو جاتے اُسے پورا کرکے چھوڑتے ہیں اور کمال تک
ہو چکا ہے انہوں نے [illegible] اس مٹر کے پودے کی اتنی اقسام کر دی ہیں کہ انسان گنتے گنتے
تھک جاتا ہے۔ جیسے جیسے دلپسند کھاتے ہیں۔ مٹر کی اصلیت میں ان اقسام سے
فرق نہیں آیا۔ البتہ ذات یا پھلی کا چھوٹا بڑا ہونا۔ پودے کی درازی اور کوتاہی دانہ کی چمک

رنگ مٹھاس اور ذائقہ۔ پتوں اور پھولوں کی شکل اور اُن کی بو نرمی میں ضرور فرق پڑ جاتا ہے
یہ فرق آب وہوا۔ تاثیر زمین۔ تخم کی خاصیت۔ غور وپرداخت کھاد وغیرہ کے باعث
ہوجاتا ہے۔

یورپ میں کسان مٹر بطور اناج کھیتوں میں بوتے ہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ وہ بھی مٹر کی ایک قسم ہے۔ مگر کرخت اور ادنےٰ درجہ کی قسموں میں سے ایک ہے وہ مٹر جو بطور ترکاری کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ وہ نازک نفیس اور اعلےٰ قسموں میں سے ہوتے ہیں جن کی رات دن غور وپرداخت اور حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ انگریز اپنی کوٹھیوں کے باغیچوں میں مٹر کو بہت شوق سے بوتے ہیں۔ اور بیجوں کو مشہور اور معتبر تخم فروش کارخانجات سے منگواتے ہیں۔ تخم فروش کمپنیوں کے اشتہارات کی کتابوں میں ترکاریوں میں مٹر کا بہت مذکور رہوتا ہے۔ ہر ایک قسم کی تصویر دیجاتی ہے اور کیفیت مختصر طور پر بیان کی جاتی ہے۔ قیمت بھی ساتھ میں درج ہوتی ہے۔ ان کو دیکھ کر بیج منگوائے جاتے ہیں۔ مگر ہم اس موقعہ پر یہ ظاہر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ مٹر ان پودوں میں ہے جو لگاتار اور نسلاً بعد نسل ایک ہی پودے کے بیجوں سے کاشت ہونے سے سالہا سال تک اپنی خوبی اور عمدہ صفات میں فرق نہیں لاتا۔ پس کچھ ضروری نہیں ہے کہ ہر سال تازہ بیج منگواکر دام کھوئے جاویں ایک دفعہ عمدہ اور تازہ بیج منگوا لیئے اور فصل کے اخیر میں دو ایک پودے بیجوں کے لیئے چھوڑ دئے۔ اُن سے بیج حاصل کرکے نہایت احتیاط سے بوتلوں میں بھر کر اور خوب مضبوطی سے کاگ لگاکر خشک جگہ میں یا کسی صندوق میں رکھ دیئے جاویں تو دوسرے سال ان کو بو سکتے ہیں۔ اور مٹر کے خواص میں کچھ فرق نہیں آئیگا۔ اسی طرح کئی سال تک گھر کے پودوں سے بیج حاصل کرکے کام چلا سکتے ہیں مگر یہ احتیاط رہے کہ بیج عمدہ [illegible] نکال لیئے اور بے احتیاطی سے رکھ دئے۔ اس کتاب کے چھٹے باب میں ترکیب ہم نے بیج کے حاصل کرنے اور اُن کی داشت کے متعلق لکھی ہے اس پر عمل کرنا چاہئے۔

زود رو عمدہ قسم کے مٹر [illegible] اول [illegible] اور [illegible] دو یا تین [illegible] اچھے نہیں [illegible] ضرورت ہوتی ہے

[illegible] چھ ہفتے بعد اُن سے پھلیاں اُترنے لگتی ہیں اُن میں صرف خوبی یہ ہے کہ اُن کی فصل بہت جلد تیار ہو جاتی ہے ورنہ اُن سے پھلیاں بہت کم اُترتی ہیں پھلیوں میں دانے کم ہوتے ہیں اور ذائقہ میں بہت اچھے نہیں ہوتے۔ بنگال میں ایک قسم کا سفیدی مائل مٹر بکثرت بویا جاتا ہے جسے کلکتہ کے نواح میں چھوٹا مٹر کہتے ہیں چونکہ یہ بھی بہت جلد تیار ہو جاتا ہے اِسلئے سب سے پہلے بازاروں میں آجاتا ہے اور بکنے لگتا ہے مگر باغیچوں میں بونے کے قابل نہیں ہے کیونکہ اس کا ذائقہ اچھا نہیں ہوتا۔

عمدہ اقسام کے مٹر یہ ہیں۔ ہیرو ولیٹس۔ پرشین بلیو۔ بزمنس امپریل۔ امریکن ونڈر۔ ٹیک لی انس شل جبس۔ آڈ والسٹر وغیرہ وغیرہ۔ یہ نام انگریزی ہیں اور بلحاظ صفات رکھے گئے ہیں۔ ورنہ عام طور پر انہیں مٹر کہہ سکتے ہیں۔ ان کے پودے خاصے اونچے ہوتے ہیں۔ خوب پھلتے اور پھولتے ہیں۔ پھلیاں بڑی بڑی اور دانوں سے بھری ہوئی نکلتی ہیں۔ ذائقہ نہایت عمدہ اور نفیس ہوتا ہے۔

شمالی ہند میں مٹر جس جگہ چاہیں بلا مزید تردد بو سکتے ہیں۔ اس کے بونے کے لئے کسی خاص قسم کی زمین تلاش نہیں کرنی پڑتی۔ البتہ ایسی زمین جس میں سے لگاتار فصلیں لی گئی ہوں۔ اور اُسے کھاد وغیرہ کی شکل میں کچھ خوراک نہ دی گئی ہو یا اُسے اعتدال سے زیادہ کاشت کر کے کمزور کر دیا ہو۔ مٹر کی فصل خاطر خواہ نہیں ہوگی۔ ورنہ اور تمام معمولی باغیچوں کی زمین میں مٹر عمدہ طرح سے پیدا ہوتا ہے۔ اور کچھ زیادہ کھاد دینے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ ایسی زمین جو سخت ڈھیلوں والی اور جلی ہوئی نہ ہو۔ اور جس [illegible] ریت کا جزو موزوں ہو مٹر کی فصل کے لئے بہترین خیال کی گئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مٹر ایسی کیاریوں میں بونے چاہئیں جن میں حال ہی میں کھاد نہ ڈالی گئی ہو۔ بلکہ ایسی جگہ بونے چاہئیں جہاں ڈالے کچھ عرصہ ہو گیا ہو۔ مگر کئی اور تجربہ کار لکھتے ہیں کہ یہ بات ضروری نہیں ہے۔ کھاد عمدہ سڑی ہوئی اور تخمیر شدہ ہونی چاہیئے پھر کچھ مضائقہ نہیں خواہ فوراً ڈالکر فصل بوئی جائے کچھ حرج نہیں ہوگا۔ ایک ہی بات ہے۔ خواہ اُسی کھیت میں ڈال کر [illegible] گاڑی یا علیحدہ کسی جگہ [illegible] مٹر کی فصل بونے سے پہلے ڈالنی چاہیئے وہ از قسم کھاد [illegible]

ہونی چاہیئے۔ اگر اس میں ہڈیوں کا چورہ لکڑی کی راکھ اور اُپلوں کی راکھ کا کسی قدر جزو ہو تو بہت بہتر ہے +

جس زمین میں مٹر بونے ہوں اُسے برسات کے خاتمہ کے قریب خوب گہرا کھودنا چاہیئے اگر برسات کا چھینٹا پڑ جائے گا تو اُس کے ڈھیلے خودبخود درست ہو جائیں گے۔ ورنہ توڑ ڈالنے چاہئیں۔ پھر کھاد ڈلوا کر تمام مٹی کو اوپر نیچے کرا کے ایک جان کرا دینا چاہیئے۔ پھر کیاریاں بنا کر اُن کے اندر شمالاً جنوباً قطاریں بنانا چاہیئے۔ ہر ایک قطار کا آپس میں قریب تین فیٹ کے فاصلہ رہے۔ (اگر پودے زیادہ اونچے جانیوالے اور پھیلنے والے ہوں تو فاصلہ ایک یا ڈیڑھ فٹ اور بڑھا دینا مناسب ہے) یہ قطاریں ۲ سے ۳ انچ گہری ہوں۔ ڈاکٹر بے بگ صاحب لکھتے ہیں کہ اگر زمین میں ۲ یا تین انچ گہرا بویا جائے تو پودے بہت عمدگی سے بڑھتے اور پھیلتے ہیں۔ ان پودے کی جڑیں زمین میں اِدھر اُدھر نہیں جاتیں بلکہ سیدھی زمین کے اندر دھستی ہیں۔ چونکہ مٹی ابتدا میں گہری کھود کر ملائم کر دیجاتی ہے اس لئے انہیں رکاوٹ پیش نہیں آتی۔ جن زمینوں کی سب سے پہلے گہرائی کھدائی ہوتی ہے وہاں عمدہ فصل کی امید نہیں ہو سکتی۔ گہرائی کھدائی سے مراد سطح زمین سے دو ڈھائی فٹ عمق ہے +

میدانوں میں بیج بونے کا موسم اکتوبر کے شروع سے نومبر کے وسط تک رہتا ہے۔ اور پہاڑوں میں ماہ مارچ کے شروع سے مئی کے اخیر تک بوتے وقت زمین میں نمی ہو مگر ایسی تر نہ ہو کہ کیچڑ ہو یا مٹی ہاتھ میں چپک جائے تر ہو مگر بھربھری ہو۔ گر قطاروں پر تخم مٹر ایک انچ کے فاصلہ پر انگلی سے ۲ یا تین انچ گہرا سوراخ کر کے بونے چاہئیں۔ اور سوراخ کو پولے ہاتھوں مٹی سے بھر دینا چاہیئے۔ اگر بوتے وقت زمین خاصی رطوبت ہے تو اس وقت تک پانی نہیں دینا چاہیئے جبتک کہ بیج نہ پھوٹ نہ آویں۔ اور اگر زمین خشک ہے تو تخم بوتے ہی خوب پانی دینا چاہیئے۔ چونکہ بیجوں کو کیاریوں سے اکثر پرندے گلہریاں جنگلی چوہے اور بہت سے جانور کھود کر چٹ کر جاتے ہیں۔ اس لئے نگہبانی کے لئے لڑکے مقرر کر دینے چاہئیں۔ جبتک بیج پھوٹ کر زمین سے سر نہ نکالیں نگہداشت کم نہیں کرنی چاہیئے۔ دوسری ترکیب بیج کو جانوروں سے بچانے کی یہ ہے کہ ان کو بونے

سے پہلے ایک ایسے کپڑے میں ڈال کر خوب ہلایا جائے۔ جو میٹھے تیل سے تر ہو۔ اور اگر مہیا ہو سکے تو میٹھے تیل کے کپڑے میں ہلا کر تھوڑے سے سیندور کو دوسرے خشک کپڑے پر ڈال کر اس میں بھی بیجوں کو ہلا لیا جائے۔ اگر سیندور نہ مل سکے تو ایک ہی دفعہ میٹھے تیل کے کپڑے میں ہلانا کافی ہے۔

جب پودے تین چار انچ اونچے ہو جائیں تو کیاریوں سے نہایت احتیاط سے ناکارہ گھاسیں اکھاڑیں۔ اور جہاں پر نظر پڑے وہیں نوچ کر پھینک دی جاویں۔ نیز اس موقعہ پر گڑائی کرنی چاہیئے۔ گڑائی گہری بہتر ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ جڑوں کو نقصان نہ پہونچے۔ پودوں کی جڑوں پر تھوڑی تھوڑی مٹی چڑھا دیں تاکہ انہیں تقویت ملے۔ اس وقت پودوں کے لئے جا بجا ٹیکیں گاڑنی چاہئیں۔ مثلاً پتلی پتلی درختوں کی چھڑیاں۔ یا بانس کاٹ کر ٹکڑے گاڑنے چاہئیں تاکہ پودے ان پر سر ٹکا کر آرام سے رہیں۔ مٹر کی ملائم ملائم شاخیں ایکدوسرے پودے سے مل جائیں گی۔ اور سایہ دار منڈھپ سا بن جائے گا۔ اس قسم کے سایہ سے پودوں کو فائدہ پہونچتا ہے۔ مٹر کو اس قدر پانی کی ضرورت نہیں ہوتی جس قدر بعض اور نباتات کو۔ اگر موسم خشک ہے تو آٹھویں دن دیا جائے۔ اور جب پھلیاں بننے لگیں تو ہفتہ میں دو مرتبہ۔ جب پھلیاں نمودار ہونے لگتی ہیں تو پھر چھوٹے چھوٹے پرند اُن کے گرد رہتے ہیں۔ پس سب سے عمدہ اور بہتر ترکیب یہ ہے کہ دن میں لڑکے حفاظت کریں۔ اور رات کو کھٹ کھٹا باندھ کر ہلایا جاوے۔ جب پھلیوں میں خوب دانے بھر جاویں تو ہاتھ سے توڑنے کی بجائے ایک اوسط درجہ کی قینچی استعمال کرنی چاہئے۔ اس طرح سے پودے کو کم ایذا پہونچتی ہے۔ ہاتھ سے توڑنے میں جھٹکا لگتا ہے۔ بعض کئی ملائم ملائم کونپلیں ٹوٹ جاتی ہیں۔

آلو

سبز ترکاریوں میں آلو اس وجہ سے ہر دل عزیز ہیں کہ یہ بارہ مہینے ساتھ دیتے ہیں۔
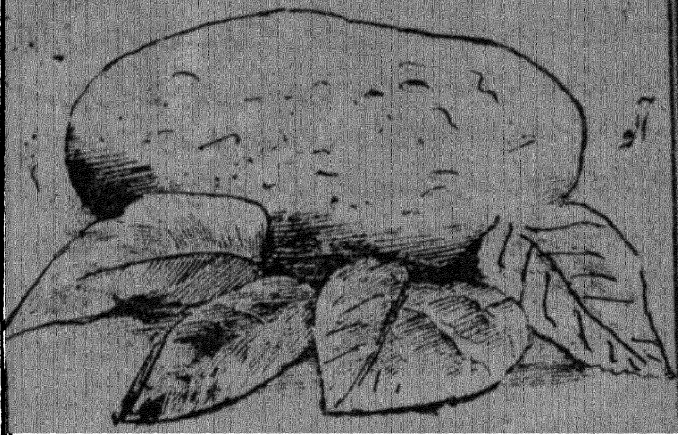
بازاروں میں جن دنوں سبز ترکاریوں کا توڑا پڑ جاتا ہے تو انہیں پر زیادہ زور ہوتا ہے۔ سخت بارشوں میں جبکہ باہر سے ترکاریاں آنی بند ہو جاتی ہیں آلو ہر وقت مل سکتے ہیں۔ وقت بیوقت جب چاہو ان کو بنا لو ہر جگہ یہ موجود مل جاتے ہیں۔ انگریز انہیں بہت شوق سے کھاتے ہیں۔ گورہ پلٹن کو یہ لطور روزمرہ کی خوراک کے دیئے جاتے ہیں ہندوستانی ا سے انواع و اقسام کی چیزیں تیار کرتے ہیں۔ شوربہ دار بھی بناتے ہیں خشک بھی تے ہیں۔ ابال کر خوانچہ والے اس کی چاٹ بناتے ہیں۔ بہت سے لوگ صرف ب سے بھون کر کھا جاتے ہیں اس کی ٹکیاں بنتی ہیں۔ اور کچوریوں میں بھی لطو ے جاتے ہیں۔ چاولوں میں ڈال کر ان کا پلاؤ بنایا جاتا ہے راشتہ بنتہ نیرہ وغیرہ۔ جس شے سے استنے کام لئے جاویں اس کی قدر بہر صورت ہے

یورپ کے ایک بڑے حصہ میں آلو بطور اناج کے بوئے جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ بجائے روٹی کی جگہ کھاتے ہیں۔ جب اس کی فصل میں ذرا نقص آجاتا ہے تو چاروں طرف تشویش پیدا ہوجاتی ہے۔ روزمرہ اس کو بڑے سے بڑا اور عمدہ سے عمدہ پیدا کرنے کے لئے تجربات ہوتے رہتے ہیں۔ کتابیں اور رسالجات لکھے جاتے ہیں۔ اور آج کل وہاں آلو کی بلحاظ خاصیت بے شمار قسمیں ہوگئی ہیں۔ مگر ہمارے ہندوستان میں گو مختلف حصوں میں آلو کی چند قسمیں پائی جاتی ہیں۔ مگر عام اور مشہور دو ہیں۔ ایک دیسی دوسری پہاڑی۔ دیسی آلو کسی قدر ملائم ہوتے ہیں۔ اور ان کا چھلکا کاغذی اور سرخی مائل سفید ہوتا ہے۔ اور پہاڑی سخت اور بے ڈھنگے ہوتے ہیں۔ اور ان کا چھلکا کسی قدر سخت ہوتا ہے۔ جب دیسی آلو ختم ہوجاتے ہیں تو پہاڑی چل پڑتے ہیں۔ اور جب پہاڑی ختم ہوجاتے ہیں تو دیسی۔ اس طرح سے آلو بارہ مہینے مل سکتے ہیں۔ مگر آج کل بعض کنجڑے دیسی آلوؤں کو بھی دبا کر رکھنے لگے ہیں۔ مگر یہ جلد خراب ہوجاتے ہیں۔ اور پہاڑی آلو بہت دیر تک جوں کے توں رہتے ہیں۔

یہ پودا گانٹھ دار جڑوں والا کہلاتا ہے۔ اور عالمانِ علم نباتات اس کا اصلی وطن چلی اور پیرو کے بلند مقامات بتلاتے ہیں۔ آلو کی کاشت میدانوں میں ستمبر کے وسط سے دسمبر کے وسط تک ہوسکتی ہے۔ اور پہاڑوں میں فروری کے آخر حصہ سے اپریل کے وسط تک اس کی کاشت کے لئے زمین کے کھلے قطعات درکار ہیں اور ایسی زمین
اس کے لئے بہت موزون ہے۔ جس میں ریت اور چکنی مٹی کا جـ ... ر خواہ ہوا اور نمیں
پانی عرصہ تک نہ ٹھہر سکے اور آلو کی کاشت کے لئے ر ... ت جاننے کے
قابل یہ ہے کہ اسے ایک ہی زمین میں لگاتار نہ بویا جائے۔ ... ر اگر ممکن ہو سکے
تو جس قطعہ اراضی میں ایک سال آلو کی فصل بوئی جائے دوسرے ... اس میں کچھ اور
بویا جائے ورنہ دوسرے تیسرے سال بالضرور زمین کو بدل د ... اس سے
پیدا وار بہت زیادہ اور بہت عمدہ ہوتی ہے۔ پہاڑوں میں ... اد کی زیادہ
ضرورت نہیں ہوتی۔ البتہ میدانوں میں اسے خوب تجربہ شدہ ... ی چاہئے۔

میدانوں میں خواہ زمین کیسی ہی اچھی ہو کھاد موجود دینے کی نہایت ضرورت تجربے نے ثابت کر دی ہے۔

ہندوستان میں بالعموم آلو کے ٹکڑے کاٹ کر بوئے جاتے ہیں۔ اگر تو پہاڑوں یا ولایت سے منگوا کر بونے مطلوب ہوں تو انہیں نومبر کے وسط سے دسمبر کے وسط تک بونا چاہیئے۔ آلو بونے کے لئے تجربہ کار مختلف طریقے بیان کرتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑے آلو کے کئی ٹکڑے کرنے چاہئیں۔ مگر خیال رہے کہ ہر ایک ٹکڑے میں دو دو آنکھیں ضرور رہیں (آنکھوں سے مراد آلو کا وہ نشیب ہے جہاں سے کلا پھوٹتا ہے)۔ بعض کہتے ہیں کہ درمیانہ میل کا آلو لیکر اس کے بیچ میں سے دو ٹکڑے کرنے چاہئیں۔ اور بعض یہ رائے دیتے ہیں کہ درمیانہ میل کے آلو سے کرنا بونے چاہئیں۔ فصل کی عمدگی کے لئے یہ سب طریقے اچھے ہیں۔ مگر کثرت رائے اس طرف ہے کہ درمیانہ میل کے آلو لیکر ثابت بوئے جاویں۔

یورپ میں آلو کی درمیانہ اقسام اس طرح بوئی جاتی ہے کہ کیاریوں میں لمبی لمبی قطاریں سطح سے تین یا چار انچ عمیق کھودی جاتی ہیں۔ قطاروں کا آپس میں بیس ۲۰ انچ کے قریب فاصلہ رہتا ہے۔ اور آلو یا آلو کے ٹکڑوں کا جو بطور تخم بوئے جاتے ہیں ایکدوسرے سے ۹ انچ کا فرق رہتا ہے۔ اور جو بڑی آلو کی قسمیں بوئی جاتی ہیں ان کی قطاروں میں ڈھائی سے تین فیٹ کا فاصلہ رہتا ہے۔ اور تخم میں ۹ سے ۱۲ انچ کا۔ ہندوستان میں اکثر جگہ یہ بات ہے کہ آلو کے کاشتکار بوجہ جہالت درمیانہ اور بڑے میل کے آلوؤں میں تمیز نہیں رکھتے اور تمام اقسام کو سطح زمین پر قطاروں میں رکھ کر جن کا آپس میں صرف دو دو فیٹ کا فاصلہ ہوتا ہے بو دیتے ہیں۔ تخم میں قریب ۶ انچ فرق رکھتے ہیں اور تخم کے اوپر مٹی ڈال کر اونچی اونچی قطاروں کی صورت بنا دیتے ہیں جوں جوں پودا بڑھتا جاتا ہے اس پر مٹی چڑھاتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک فٹ اونچائی تک لیجاتے ہیں۔ آلوؤں کے نشوونما ہونے کے عرصہ میں برابر پانی دیا جاتا ہے۔ اور جبکہ فصل پکنے پر آتی ہے جس کی کہ نشانی یہ ہے کہ پتے زردی مائل ہوتے جاتے ہیں اس وقت پانی کم کر دیا جاتا ہے اور جب پتے [illegible]

لگتے ہیں اُس وقت پانی دینا قطعی بند کر دیا جاتا ہے اور جب پتے مع ڈنڈیوں کے خشک ہو جاتے ہیں اُس وقت آلو کھود دے جاتے ہیں ؛

پہاڑوں میں آلو بونے کا وہ طریقہ بہت اچھا ہے جو یورپ میں مروج ہے اور جس کی تشریح ہم ابھی کر چکے ہیں۔ تجربہ کے لئے غیر ممالک سے آلو کی چند قسمیں منگوا کر جا بجا اگوانی چاہئیں۔ پہاڑوں پر اس فصل کے لئے پانی کی اس قدر ضرورت نہیں ہوتی جس قدر میدانوں میں۔ اس لئے وقت پر پانی دینا اشد ضروری ہے ؛

پھول گوبھی

موسم سرما کی سبز ترکاریوں میں پھول گوبھی ہی سربر آوردہ کہی جا سکتی ہے کیونکہ جاڑے بھر اس کا استعمال رہتا ہے۔ علاوہ انگریزوں کے ہندوستانی بھی اسے پسند کرتے ہیں۔ اور اسے طرح طرح سے بنا کر کھاتے ہیں پہلے پہل گو مہنگی آتی ہے مگر بعد میں بہت سستی ہو جاتی ہے اور ہر شخص باسے خاطر خواہ خرید سکتا ہے ؛
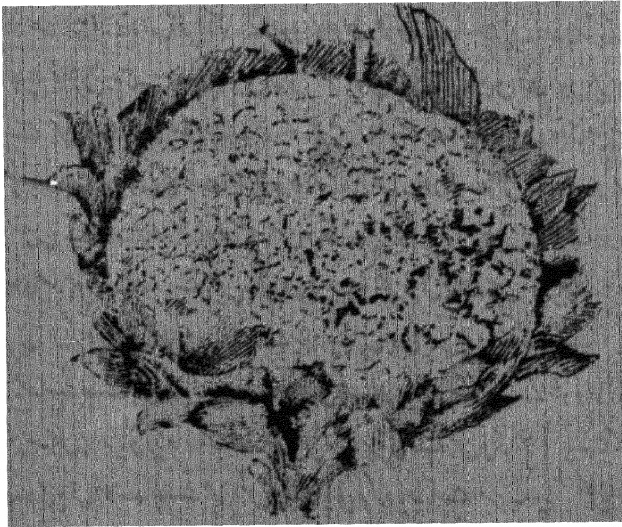
پھول گوبھی کا بڑا اور بھرا ہوا اور لذیذ ہونا زمین اور کاشت کار کی عقلمندی پر منحصر ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے ہم وطنوں کو اس بات کی کم پرواہ ہوتی ہے۔

اہل یورپ نے اور سبز ترکاریوں کی طرح پھول گوبھی کی کئی قسمیں بنائی ہیں۔ جو بلحاظ صورت اور ذائقہ شناخت کی جاتی ہیں۔ کسی کا پھول بہت بڑا اور سفید ہوتا ہے کسی کا درمیانہ اور زردی مائل۔ کسی کا چھوٹا مگر مدوّر اور خوش ذائقہ۔ میدانوں میں پھول گوبھی کے بونے کا موسم ماہ جون کے وسط سے اگست کے اخیر تک رہتا ہے۔ اگر ممالک غیر سے تخم منگوا کر بونے منظور ہوں تو ماہ ستمبر کے شروع سے اکتوبر کے اخیر تک بونے چاہئیں۔ اگر پہاڑوں میں پھول گوبھی لگانی مدّنظر ہو تو تخم اور جگہ سے منگوانے چاہئیں۔ اور بونے کا موسم اخیر ماہ فروری سے اپریل کے اخیر تک ہے۔ اگر ولایتی تخم منگوا کر ہندوستان میں بوئے جاویں تو سوائے ایک دو اقسام کے جن کے پھول بعینہ ویسے نہیں ہوتے جیسے ولایت میں باقی سب عمدگی سے نشو و نما ہوتے ہیں۔ چونکہ گوبھی کی پنیری اور قسم کی نباتات کی نسبت زیادہ نازک ہوتی ہے اسلئے نہایت احتیاط چاہیئے اور کیاریوں کو خوب درستی سے تیار کرانا چاہیئے۔

جس قطعہ اراضی میں پھول گوبھی بونی ہو اُسے اصل برسات شروع ہونے سے کسی قدر پہلے اچھی طرح سے کھود دینا چاہیئے تاکہ ہوا۔ طپش آفتاب اور بارش کے پانی سے مستفید ہو۔ اگر فصل اگیتی بونی ہو تو سطح آس پاس کی زمین سے ایک فٹ اونچا رکھنا چاہیئے تاکہ بارش کا پانی زیادہ دیر تک کیاریوں میں نہ ٹھیر سکے ورنہ پودوں کے سڑنے گلنے کا اندیشہ ہے۔ اگر فصل پچھیتی یعنے برسات کے بعد بونی منظور ہو تو سطح کو اونچا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ گوبھی کے بونے کے لئے زمین معمولی عمدہ قسم کی ہونی چاہیئے جس میں اور سبز ترکاریاں ہوتی ہیں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ کھاد اندازہ سے زیادہ نہیں دینی چاہیئے۔ گوبھی کے لئے سڑی ہوئی بھی کی کھاد بہت عمدہ شمار کی گئی ہے اور اگر اس کھاد کے ساتھ باغیچوں کے گملوں کی پرانی مٹی بھی شامل کر دی جائے تو اور بہتر کیاریاں درست کرکے بیجوں کو چھڑکوں بونا چاہیئے۔ اور باغیچہ کی مٹی کو قریب ہاتھ سے

باریک کرکے اُن کے اوپر ڈال دینا چاہیئے۔ جس سے ہلکا۔ اغلاف ہوجائے پانچ مربع
فیٹ جگہ میں آدھ چھٹانک بیج بونے چاہئیں۔ اگر موسم خشک ہو تو فی الفور ٹین کے فوارے
سے پانی دینا چاہیئے۔ (مگر خیال رہے کہ فوارہ درست ہو کہیں سے ٹوٹا نہ ہو جس کے باعث
پانی اعتدال سے زیادہ نہ پڑ جائے) اور اگر برسات کا چھینٹا اکثر پڑتا رہتا ہے تو سوائے
ایسے دن کے جو بہت خشک اور طپش کا گذرا ہو پانی نہیں دینا چاہیئے۔ اگر کیاریاں کیچڑ
سی ہو رہی ہوں تو ایسی حالت میں بیج ہرگز نہیں بونے چاہئیں۔ تخم پاشی کے بعد طپش
آفتاب سے بیجوں کو محفوظ رکھنے کے لئے دوپہر کے وقت کیاریوں پر چٹائیوں وغیرہ
سے سایہ کر دینا چاہیئے۔ اور جب پنیری ایک ہفتہ کی ہو جائے تو چنداں سایہ کی
بہت ضرورت نہیں ہے۔ ورنہ بیجوں کے مارے گرمی کے بھن جانے کا اندیشہ ہے
اور ان میں نشوونما ہونے کی وہ قوت جاتی رہتی ہے۔ بہت سایہ دینا اس لئے برا ہے
کہ اس سے پودے زرد۔ کمزور اور پست قد رہ جاتے ہیں۔ اور اس قسم کی پنیری میں
دوسری جگہ جاکر اچھی طرح سے تناور ہونے کی قوت زائل ہو جاتی ہے۔ اس پنیری کو اکھاڑ کر
ایک کیاری میں اس طرح سے لگادیں کہ ایک قطار کا دوسرے سے صرف تین انچ فاصلہ رہے
اور ایک پودے کا دوسرے سے دو انچ۔ جب یہ پودے اس کیاری میں زیادہ تناور
ہو جاویں تو انہیں احتیاط سے اکھاڑ اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں لگانے چاہئیں۔
قطاروں کا آپس میں ۲½ فیٹ فاصلہ رہے۔ اور پودوں کا آپس میں ۲ فیٹ۔ اس ترکیب سے
پودے نہایت مضبوط اور بڑے ہونگے۔ اور پھول بہت اچھے اُتریں گے +

بعض تجربہ کار کاشتکار لکھتے ہیں۔ کہ گوبھی کے پودے کے زیریں حصہ کے پتے دور کر دینے
چاہئیں۔ اس ترکیب سے پھول بڑے اور عمدہ ہوتے ہیں۔ فرنجر صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے
عمدہ گوبھی پیدا کرنے کا ذاتی تجربہ ہے۔ پہلے بیجوں کو گملوں میں بونا چاہیئے جب یہ ذرا
بڑے ہو جاویں تو دو دو ایک ایک پودے اکھاڑ کر اور نئے گملوں میں لگانے چاہئیں
جب یہ اور زیادہ بڑے اور تناور ہو جاویں تو انہیں یہاں سے اکھاڑ کر باقاعدہ اور
کیاریوں میں لگادیں۔ مگر غور سے دیکھا جاوے تو ترکیب واحد ہے جیسا کہ ہم اوپر

لکھ چکے ہیں۔ صرف فرق زمین اور گملوں کا ہے۔ گملوں میں یہ آسانی رہتی ہے کہ ننھے
ننھے پودوں کو دھوپ اور بارش اور تیز ہواؤں سے ہر وقت بچا سکتے ہیں +

گوبھی کو کئی قسم کے کیڑے بھی لگ جاتے ہیں اس لئے احتیاط شرط ہے۔ جب یہ موذی
جانور دکھائی دیں تو انہیں لڑکوں سے مروا دینا چاہئے۔ یا دوسرے تیسرے دن اُپلے
کی راکھ پتوں پر ہلکی ہلکی چھڑکیں۔ یا ایک چمچہ بھر فینائل (ایک قسم کی انگریزی دوا جو انگریزی
دوافروشوں کی دُکان سے بکثرت مل سکتی ہے) لیکر چار سیر پانی میں ملاکر فوارے سے
پودوں پر چھڑک دیں (فی چمچہ چار سیر پانی کا اندازہ رکھیں) تجربہ میں آیا ہے کہ جب پھول
نکل آتا ہے اور درخت مضبوط جڑیں پکڑ جاتا ہے تو شاذونادر ہی اُسے کیڑے مکوڑے
ستاتے ہیں۔ البتہ جو پودے بیجوں کے لئے رکھے جاتے ہیں انہیں ایسے وقت میں
جب کہ بیج پڑنے لگتا ہے سبز قسم کی مکھیاں اور کیڑے مکوڑے بہت دق کرتے ہیں اسلئے
بہترین ترکیب یہ ہے کہ پودوں کے نیچے کپڑا بچھاکر انہیں آہستہ آہستہ ہلادیں کیڑے
باسانی جھڑ پڑیں گے۔ انہیں احتیاط سے اکھٹا کرکے علیحدہ گوشہ میں مروا دیں +

پہاڑوں میں گوبھی بونے کے لئے یہی طریق مدنظر رکھنا کافی ہے جو میدانوں کے
لئے لکھا گیا ہے۔ صرف یہ خیال رہے کہ بیج باہر سے منگوائے جاویں کیونکہ وہاں کے
بیج اچھے ثابت نہیں ہوتے +

بروکولی۔ بروکولی بھی پھول گوبھی کی ایک قسم ہے جس کی اس مُلک میں تمیز مشکل ہے
ولایت میں یہ پودا سخت سردی جھیل کر بھی برابر پھول دیتا ہے +

سپراؤٹنگ بروکولی۔ یہ بھی گوبھی کی ایک قسم ہے۔ فرق یہ ہے کہ ایک پودے میں
ایک پھول نہیں ہوتا۔ بلکہ کئی ہوتے ہیں۔ یورپ میں اس کی اس لئے زیادہ قدر کی جاتی
ہے کہ سال کے جس حصہ میں گوبھی کی اور کوئی قسم دستیاب نہیں ہوتی اُس وقت نفیس
ترکاری کے لئے یہ موجود ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اس کی کاشت کی چنداں ضرورت
نہیں ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے مقام چیرہ میں اپنے باغیچہ میں اس کو
بطور تجربہ لگایا مگر نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکلا +

بند گوبھی یا کرم کلّہ

بندگوبھی یا کرم کلّہ کو بہ نسبت ہندوستانیوں کے انگریز زیادہ شوق سے کھاتے ہیں۔ ہندوستانی اکثر اس کی بھجیا بنا لیتے ہیں۔ یورپ میں بند گوبھی کی بہت سی قسمیں ہیں۔ یہ گوبھی اکثر ایسے مقامات پر ملتی ہے جہاں انگریزوں کی کچھ آبادی ہو+

میدانوں میں اگست کے وسط سے اکتوبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں میں فروری کے آخر سے ماہ مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ باغیچہ کی کیاریوں کو خوب درست کرکے بیجوں کو چھڑکواں ڈالیں۔ ۵ مر [illegible] بیج کافی ہیں بیج چھڑک کر باریک مٹی کا ہلکا غلاف دیدینا چاہیئے تاکہ بیج ڈھپ جائیں۔ اگر تخم پاشی کے وقت زمین مرطوب ہے تو فی الفور پانی دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر زمین امد

موسم دونوں خشک ہوں تو نی الفورینٹین کے فوارے سے پانی دینا چاہیئے اور حسب ضرورت پانی دیتے رہیں۔ دوپہر کے وقت جبکہ طپش آفتاب زیادہ ہو سایہ کردینا چاہیئے اور تیسرے پہر کھولدیں۔ جب بیج پھوٹ کر پودے نکل آویں اور چند روز کے ہوجاویں اُس وقت سایہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

بیج بونے کا عمدہ موسم ستمبر کے وسط میں ہوتا ہے یا اکتوبر کے شروع میں۔ اگست میں تمازت آفتاب زیادہ ہوتی ہے اس سلئے اکثر پودے مارے جلتے ہیں۔ جب پودے چار پانچ انچ اونچے ہوجاویں اُس وقت اکھاڑ اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں لگانے چاہئیں۔ کیاریوں کو خوب اچھی طرح سے درست کرکے کھاد مجموعہ ڈالیں اور پھر مٹی کو اس قدر تہ وبالا کریں کہ کھاد اور مٹی یک جان ہو جاوے۔ پانچ چھ ہفتے کیاریوں کو اسی طرح پڑے رہنے دیں۔ مگر خیال رہے کہ کھدائی سوا فٹ سے کم نہ ہو ورنہ پودے کی جڑیں مضبوطی سے قائم نہیں ہوں گی اور تتمیہ کم ہو جاوے گی۔ جب کیاریوں کی سطح سب طرح سے درست ہو جاوے تو تین انچ گہری اور چار انچ چوڑی قطاریں کھودیں جن کا فاصلہ اٹھارہ انچ سے کم نہ ہو۔ پودے گاڑ گاڑ کر مٹی بھرتے جاویں۔ پودوں کا آپس میں فاصلہ اٹھارہ انچ ہونا چاہیئے۔ بونے کے بعد پانی دیں اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور پانی دیں۔ بعض تجربہ کار اس کے بونے کی یہ ترکیب بھی لکھتے ہیں کہ کیاریوں میں لمبی لمبی اور اونچی اونچی قطاریں بنالیں۔ جن کا آپس میں ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ فاصلہ ہو۔ ساری کیاری میں کھاد ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے صرف جن سوراخوں میں پنیری لگائی ہو اُن میں کھاد ڈالیں۔ سوراخ آٹھ انچ گہرے اور آٹھ انچ چوڑے ہوں۔ پودا لگا کر جڑوں میں مٹی چڑھادیں۔ ہمارے خیال میں پہلی ترکیب زیادہ موزون ہے ناکارہ گھاس کو کیاریوں سے احتیاط سے اکھاڑتے رہیں اور دو چار مرتبہ آہستہ آہستہ گڑائی کریں جوں جوں پودے بڑے ہوتے جائیں کسی قدر مٹی اُن کی جڑوں میں چڑھاتے رہیں تاکہ ہوا کے زور سے اِدھر اُدھر نہ جھک جائیں مٹی کا کسی قدر سہارا رہتا ہے پانی کی وقت پر خبر رکھیں ورنہ نتیجہ خاطرخواہ نہیں نکلیگا۔ گو بھی لیکر اگر اُسکا کھنٹھ

چھوڑ دیا جائے تو یہ پھر پھوٹ آتا ہے۔ مگر اس ترکیب سے زیادہ فائدہ متصور نہیں ہے +
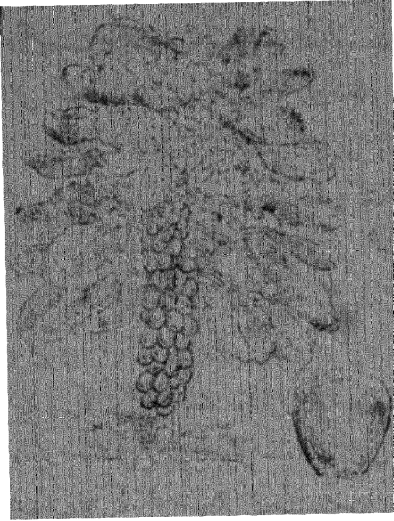
برسلز سپراؤٹس۔ یہ بھی ایک قسم کی بند گوبھی ہے جس کے بجائے ایک کے کئی چھوٹے چھوٹے سر ہوتے ہیں۔ یہ یورپ میں ہی پیدا ہوتی ہے اور اس کی زیادہ قدر اس لئے ہوتی ہے کہ یہ ایسے موسم میں ہوتی ہے جب ... بہت کم ہوتی ہیں۔ ہندوستان میں بھی اگر اس کے بونے کے تجربے کیے جاویں تو یہ پیدا ہو سکتی ہے۔ مگر یہ کوشش چنداں ضروری نہیں۔ کیونکہ یہ لذیذ نہیں ہوتی +

بروکول اسکاچ کیل۔ یہ بھی بند گوبھی کی ایک قسم ہے جس کے پتے لپٹے ہوئے
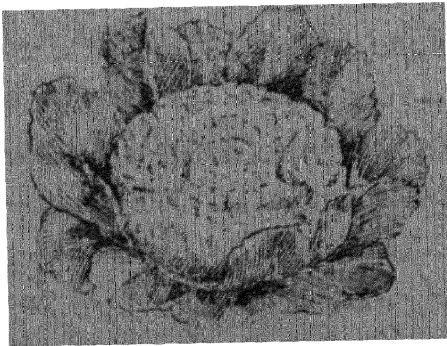
اور کلی نما ہوتے ہیں۔ اس کے صرف علیحدہ علیحدہ پتے ہی ہوتے ہیں گول سر نہیں ہوتا۔

یہ یورپ میں بکثرت ہوتی ہے مگر اس کے یہاں بونے کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ اس کو غالباً اہل ہند کو اچھا معلوم نہیں ہوگا۔

گانٹھ گوبھی۔ گانٹھ گوبھی کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک اودی اور ایک سبز مگر دونوں کی صورت میں سوائے رنگت کے اور کچھ فرق نہیں ہوتا۔ تراس الامید سے اس کے بہت عمدہ بیج ہندوستان میں آتے ہیں۔ اس کی کاشت کا وہی طریقہ ہے جو کرم کلہ گوبھی کا ہے صرف یہ خیال رکھیں کہ اسے بہت دور دور بونے کی ضرورت نہیں ہے۔
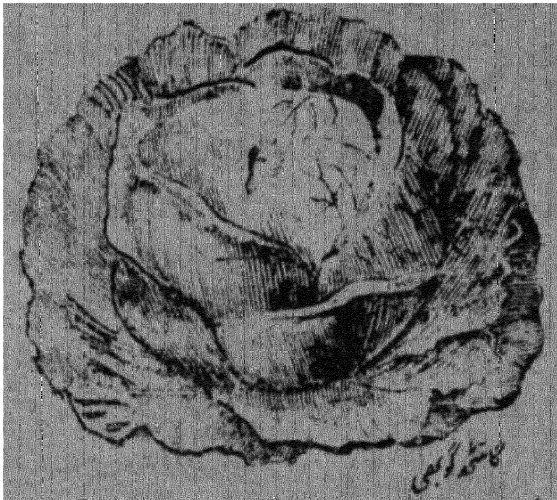
گانٹھ گوبھی بونے سے ... مہینہ بعد بالکل کھانے کے قابل ہو جا...
دیر تک لگا رہنے دیا جاوے تو گودا بڑا سخت اور خشک ...
کہ جب یہ اوسط درجہ ...
بہت شوق سے کھاتے ہیں۔

مُولی

مُولی ... بات سے ... امیر ...

بنایا جاتا ہے یہ مولی سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ مولیاں جو اکھاڑی نہیں جاتیں ان میں گنڈلیں نکل کر پھول آ جاتے ہیں اور سینگرے لگ جاتے ہیں۔ نرم نرم توڑ کر یہ بطور ترکاری پکائے جاتے ہیں ورنہ اگر چھوڑ دیا جاوے تو خشک ہو جاتے ہیں۔ اور تخم ان سے حاصل کر سکتے ہیں۔ سینگروں کی اگر علیحدہ کیاری لگانی ہو تو یہ ترکیب بہتر ہے کہ ثابت مولیاں لیکر ان کا موٹا حصہ [illegible] کاٹ کر قطاروں میں تین تین فیٹ کے فاصلہ پر گڑا کر دینا چاہئے۔ جس طرف سے پتے نکلتے ہیں وہ طرف اوپر کی جانب رہے مگر گاڑنے سے پہلے پتے نوچ دینے چاہئیں۔ مٹی اچھی طرح سے چاروں طرف چڑھا دینی چاہئے۔ بونے سے چند روز بعد مولی [illegible] سے [illegible] نکل کر زمین کے اندر ہی اندر پھیل جائیں گے جو سینگروں کے لئے خوراک [illegible] کریں گے۔ چوٹی پر سے نئے پھوٹنے لگیں گے۔ اور یہ بڑھکر گولے ہو جائیں گے۔ اور [illegible] ان پر پھول آ کر سینگرے لگ جائیں گے۔

ولایتی مولیوں کے بیج بازار سے یا انگریزوں کے مالیوں سے بآسانی دستیاب ہو سکتے ہیں۔

ہارس ریڈش

ہارس ریڈش۔ انگریزی نام ہے جس کا لفظی ترجمہ "گھوڑا مولی" کیا جا سکتا ہے۔ یہ [illegible] کی ایک قسم ہے۔ مگر ولایتی ترکاریوں کی فہرست میں آ سکتی ہے۔ ہندوستانی [illegible] بہت کم واقف ہیں اور شاذ و نادر ہی کہیں بوئی جاتی ہے۔ یہ پودا ایک دفعہ کا [illegible] ہوا ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ مشرقی یورپ کے مقامات معتدلہ کا اسے متوطن کہا جاتا ہے [illegible] اسے شوربوں کو ذائقہ دینے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اسے قاش قاش کر کے یا اچار بنا کر بطور سلاد کھاتے ہیں۔ یہ پودا سرد ملک میں بہاری اور مرطوب زمین میں پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے میدانوں میں یہ شاذ و نادر ہی کہیں نظر آتا ہے [illegible] میں بآسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی جڑیں مارچ یا اپریل یا موسم خزاں [illegible] بوئی جاتی ہیں۔ اس کا کوئی ہندوستانی نام نہیں جانتا ہے۔

یہ پودا بالعموم جڑوں سے بویا جاتا ہے۔ شاذ و نادر ہی تخم بستے ہیں۔ اور اس کے بیجوں کا ذکر تخم فروشوں کی فہرست میں بہت ہی کم دیکھنے میں آیا ہے۔ اگر جڑیں ہندوستان میں دستیاب نہ ہوں تو موسم سرما میں ولایت سے منگوالیں۔ فصل کے خاتمہ پر چند پودے بطور بیج چھوڑ دیے جائیں۔ جن سے جڑیں حاصل کر کے دوسری فصل بوئی جا سکتی ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ کلکتہ میں جو سالانہ نباتات کی نمائش گاہ ہوتی ہے اس میں ہارس ریڈش دکھلائی گئی تھیں۔ جن کو ہندوستان کی پیداوار کہا جا سکتا ہے۔ مگر وہ نہایت نکمی۔ بے ڈھنگی اور ریشہ دار تھیں۔ کوئی بہت پتلی کوئی موٹی۔ اور کوئی بد صورت گویا اصلی صورت سے بہت مختلف۔ اصلی صورت یہ ہے کہ موٹی اور مضبوط پوری ہو۔

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے انگلستان کے طریقہ کے موافق اسے بویا یعنے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کے ٹکڑے کاٹ کر ایک ایک فٹ زمین کھود کر انہیں گاڑا اور امید تھی کہ برس دو برس میں یہ بڑھ کر سطح زمین سے سر نکالیں گے مگر اس امید میں ناکامی ہوئی اور وہ ٹکڑے اندر ہی اندر سڑ گل گئے۔ پھر وہ لکھتے ہیں کہ میں نے دوسری ترکیب کی اور اس میں مجھے پوری کامیابی ہوئی۔ وہ ترکیب یہ تھی کہ پھولوں کے گملوں میں پتی کی عمدہ کھاد چکنی ہوئی ریت کے ساتھ ملا کر اوپر تک بھر دی اور ان گملوں کے کنارہ کنارہ دو دو انچ لمبی جڑیں جو معمولی لکھنے کی قلموں کے برابر موٹی تھیں گاڑ دیں۔ پانی دیا جاتا رہا۔ بہت جلد جڑ پھیلگا لی گئی تھیں پھوٹ نکلیں۔ پھر زرخیز قطعہ اراضی پر ڈیڑھ فیٹ گہرے ۱۰ انچ چوڑے سوراخ کھود دیے گئے۔ جن کا آپس میں فاصلہ ایک ایک انچ تھا۔ ان سوراخوں میں پہلے آدھی ایسی مٹی ڈالدی جس میں عمدہ سڑی ہوئی کھاد ملی تھی۔ اس کے اوپر ہلکی بھربھری مٹی ڈالی گئی۔ اور گملوں میں سے ایک ایک جڑ جس نے پھوٹ کر پودے کی شکل اختیار کر لی تھی لگادی گئی۔ جب ہفتہ دو ہفتہ کے بعد ان جڑوں نے جگہ پکڑ لی تو ان کے چھوٹے چھوٹے ریشے مٹی ہٹا کر نوچ لئے گئے صرف ایک بڑا چھوڑ دیا گیا تاکہ وہ اندر ہی اندر مضبوط جڑ بنتا رہے۔ دوسرے تیسرے ہفتہ اسی طرح چھوٹے چھوٹے ریشے مٹی ہٹا کر نوچ دینے چاہئیں تاکہ پودا خوب بڑھے۔ بہت جلد بڑی جڑ ایک فٹ گہرائی تک پہونچ جائیگی۔ اس وقت اوپر کے حصہ کی مٹی

نکال کر اس کی جگہ چکیلا ذرہ دار ریت بھر دو۔ اس سے دو فوائد متصور ہیں۔ اول تو جڑ کے اوپر کے
حصہ میں چھوٹے چھوٹے ریشے نہیں نکلیں گے۔ دوسرے جو پانی پودے میں ڈالا جائیگا وہ فوراً نیچے
جڑ تک پہونچ جائیگا۔ یہ ترکیب محنت طلب اور احتیاط طلب مگر کامیابی کی پوری امید ہے۔
مرطوب چکنی اور عمدہ زمین میں ایک ایک فٹ گہرے اور ایک ایک فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر سوراخ کھود
اور ان میں جڑیں گاڑ دیں امید ہے کہ وسط درجہ کی ہارس ریڈش ہو جائیگی +

بعض اصحاب ہارس ریڈش سینجنے کے پودے کو بتلاتے ہیں۔ یہ اُن کی غلطی ہے البتہ ہندوستان
کے میدانی علاقوں میں سینجنے کو ہارس ریڈش کا پورا قائم مقام کہا جاتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے
سینجنے کے پودوں کی جڑیں بخوبی ہارس ریڈش کا کام دیتی ہیں۔ اور نہایت خلل سے ان
دونوں میں تیز ہوتی ہے۔ سینجنے کے بیج بکثرت ملتے ہیں۔ ایک کیاری میں ایک ایک
فٹ کے فاصلے پر بوئے جاویں۔ پانچ چھ مہینے میں ان کی جڑیں استعمال کے قابل ہو جائینگی
اگر یہ پودے اپریل میں بوئی جاویں تو ستمبر میں ترکیب کھانیکے قابل ہو جاویں گی۔ یہ پودا بہت
جلد بڑا ہوتا ہے +

گاجر

گاجریں ہندوستان کے ہر حصہ میں ہوتی ہیں اور امیر غریب سب اسے استعمال
کرتے ہیں الغرض لاانتہا استعمال اُٹھاتے ہیں۔ مویشیوں کے لئے بھی گاجریں عمدہ اور تن پرور
چارہ کا کام دیتی ہیں۔ گاجروں کا کثرت سے چلن پڑتا ہے۔ ترکاری بھی بنتی ہے۔ خشک کرکے ستو
بھی بنائے جاتے ہیں۔ جو موسم گرما میں سرد اور تقویت دینے خیال کئے جاتے ہیں۔ جنوب
میں گاجروں کا حلوا بڑی لذت سے تیار ہوتا ہے۔ مربا بھی ڈالا جاتا ہے۔ بہت سے
اہل ہنود اسے مذہبی خیال سے نہیں کھاتے +

عالمان علم نباتات گاجر کا وطن یورپ اور مغربی حصہ کوہ ہمالیہ کا بتلاتے ہیں
یورپ والوں نے اپنی نباتات کی طرح گاجر کی بھی کئی اقسام بنا دی ہیں۔ مگر اختصار میں
انکے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ لمبی جڑ والی اور چھوٹی جڑ والی گاجر

دیکھا جائے تو وہ گاجریں جو ہمارے عام زمیندار اور کاشت کار پیدا کرتے ہیں نہ خوش ذوقوں کے کھلانے کے لائق ہیں۔ نہ ان میں حلاوت ہوتی ہے نہ نزاکت نہ اچھی شکل نہ صورت۔ رنگ اور نہ ملائمت۔ سخت موٹی سی ان میں ہڈی نکلتی ہے۔ جس کا ہضم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کے سرے پر کبھی کبھی چھوٹی چھوٹی شاخیں نکل آتی ہیں۔ جو اسے نہایت بدنما کر دیتی ہیں۔ سوا ایسی گاجروں کے اس قسم کے تخم باہر سے آتے ہیں۔ فصل کے آخر میں جو اس جگہ پیدا ہوتے ہیں ان کو بونے سے اصلی ذائقہ حاصل نہیں ہوتا اور وہ رنگ روپ بھی نہیں رہتا۔ میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط سے نومبر کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں میں فروری سے لے کر مئی آخر تک بوتے ہیں۔ اگر یہ بیج کسی سے کمتر نہیں ہیں۔ ... موسم کے تغیر و تبدلات کو بہ نسبت باہر والے بیجوں کے باسانی جھیلتے ہیں ... کو زیادہ خرچ ہو تو بہتر ہے کہ یہاں کی فصلوں سے حاصل کئے ہوئے بیج فصل آگیتی کے لئے بوئیں اور باہر سے آئے ہوئے فصل پچھیتی کے لئے۔
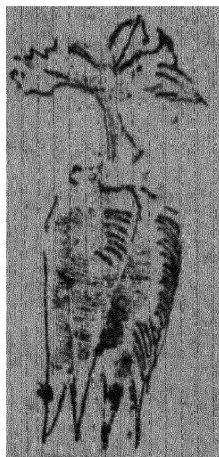
گاجریں ہندوستان میں تمام ایسی زمینوں میں عمدگی سے پیدا ہوتی ہیں جہاں عام نباتات ... مگر اس کی عمدہ فصل حاصل کرنے کے لئے ... کہ پہلے کیاریوں کی مٹی کو خوب باریک اور درست کیا جائے اور زمین کو گہرا کھودا جائے۔ تاکہ گاجریں اندر ہی اندر خوب پھیل سکیں۔ دوسری زمین کو یکساں ... جائے۔ یہ نہ ہو کہ کہیں اونچی اور کہیں نیچی ہو ... سے کے پاس نئی نئی چھوٹی چھوٹی شاخیں نکل آئیں گی جس سے صاف پایا جائے گا کہ زمین یکساں نہیں کھودی گئی۔ اس لئے گاجروں کو راستے میں رکاوٹیں پیش آئیں اور آخر جدھر زمین نرم ملی ادھر جدھر سلنگ سمائے ادھر رخ کر لیا۔ کھاد کیاری میں ڈال کر اس طرح مٹی میں ملا دو کہ مٹی اور کھاد یکساں ہو جائے ورنہ گاجریں سڈول پیدا نہیں ہوں گی کہیں موٹی اور کہیں پتلی۔ ... کے لئے

مجموعہ استعمال کرنی چاہئے۔ درکھدائی قریب ۲۰ انچ کے گہری ہو

گاجروں کی کاشت کے لئے بدترین زمین وہ ہے جس کی مٹی کے ڈلے بھاری اور سخت ہوں۔ مگر ایسی زمین میں اونچی قطاروں میں گاجریں بونے سے کامیابی کی توقع کیجا سکتی ہے کیاریاں بناکر قطاریں اتنی لمبی بنائی جائیں جن میں بخوبی پانی دیا جا سکے۔ قطاروں کو آپس میں قریب ۱۲ انچہ کے فاصلہ ہو گاجروں کے بیجوں کا آپس میں ۸ انچہ کا فاصلہ کافی ہے اگر چھوٹی قسم کی گاجریں ہوں تو انچہ دو انچہ کم کردیں۔ اگر بوتے وقت موسم خشک ہو تو فی الفور پانی دیں۔ ورنہ اس وقت تک ملتوی رکھیں جبتک کہ بیج پھوٹ آویں اور زمین سے نکال لیں پانی اس طرح سے دینا چاہئے کہ قطاروں کے درمیان جو فاصلہ ہو وہ اس سے لبالب بھر جائے۔ یہ ضروری نہیں کہ قطاریں ڈوب جائیں۔ جب بیج پھوٹ آویں تو انہیں غور کرکے چھانٹ دینا چاہئے۔ ناکارہ گھاس کا احتیاط سے قلع قمع کرتے رہیں۔ اور اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیں۔

فرمجر صاحب لکھتے ہیں کہ اگر گاجروں کو اکھاڑ کر دھوکر اور دھوپ دیکر ہوسنے نوچ کر بڑی بڑی مٹی کے ناندوں میں خشک مٹی کی تہ بہ تہ [illegible] دابا جاوے تو تمام موسم گرما تک یہ گاجریں قابل استعمال رہتی ہیں۔ بعض اہل [illegible] کا قول ہے کہ بنگال میں یہ ترکیب ممکن ہے مگر ممالک مغربی و شمالی اور پنجاب میں اس طریق سے گاجریں درست نہیں رہ سکتیں کیونکہ گرمی زیادہ پڑتی ہے۔ اگر موسم گرما میں گاجروں کی ضرورت ہو تو دسمبر میں بیج بو دیئے جاویں گاجریں اوگ آویں گی مگر بہت پتلی پتلی ہوں گی۔ پہاڑوں میں گاجروں کی کاشت کا وہی طریقہ ہے جو میدانوں میں ہے صرف بونے کے موسموں کا فرق ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے۔

شلجم

شلجم ہندوستان میں مشہور نباتات میں ہے بہ نسبت اہل ہنود کے اس کا خرچ مسلمانوں میں زیادہ ہے۔ دہقانی اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں اور گنڈاسے سے کاٹ کاٹ کر اپنے مویشیوں کو بھی کھلاتے ہیں جس سے جانور خوب تیار ہوتے ہیں۔ شلجم کو خشک کر کے رکھ چھوڑتے ہیں اور ایسے موسم میں استعمال کرتے ہیں جبکہ یہ تازے نہیں مل سکتے۔ اس کا اچار بھی بہت پرذائقہ اور لذیذ ہوتا ہے۔

یورپ کے بڑے حصہ میں جنگلی شلجم بہت کثرت سے پیدا ہوتے ہیں مگر کھانے کے لئے اسے بہت شوق اور احتیاط سے باغیچوں میں بوتے ہیں۔ اہل یورپ نے اسے کئی اقسام میں منقسم کیا ہے۔ گو یہ سب اقسام ہندوستان میں ہر جگہ خاطر خواہ پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر اس جگہ کی فصل بو کر اُسی سے تخم حاصل کئے جاویں تو دوسری فصل کے لئے اگر انہیں بونا منظور ہو تو ماہ جولائی کے آخر سے ماہ ستمبر کے وسط تک بو سکتے ہیں عمدہ فصل پیدا ہوگی۔

اگر باہر سے بیج منگوا کر بوئے جاویں تو انہیں ستمبر کے شروع سے نومبر کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں پر شلجم ماہ فروری کے آخر وسط سے ماہ جون کے وسط تک بو سکتے ہیں یا برسات ختم ہونے کے بعد مگر باہر سے بیج منگوا کر فصل بوئی جاوے اور اس سے تخم حاصل ہوں انہیں دوسرے برس بویا جاوے

یا انھیں مالک غیر کے بیج تصور فرما کر بو دیں تو غالباً شلغم نہیں پڑیں گے بلکہ پتے ہی پتے رہ جائیں گے
اگر دیسی اور باہر کے بیجوں کو نوبت بنوبت بویا جائیگا تو مدت دراز تک شلغم ملتے رہیں گے۔

شلغم معمولی باغیچوں کی زمین میں بھی عمدہ طرح سے پیدا ہو سکتے ہیں مگر اس کے لئے وہ زمین
بہت عمدہ کہی گئی ہے جس میں ریت بھی کسی قدر جزو ہو۔ اور کھاد خوب ملی ہوئی ہو۔ کیاریاں
درست کر کے شلغم کے بیج چھڑکواں بو دیں اور جب وہ پھوٹ آئیں تو گنجان پنیری کو اکھاڑ پھینک دیں
اگر پودے گھنے رہ جائیں گے تو فصل کو سخت نقصان پہونچیگا۔ اور شلغم بڑے نہیں ہوں گے۔ ایک
پودے کا دوسرے سے قریب ۷ انچ کے فاصلہ رہنا چاہئے۔ اگر باغیچہ کی مٹی سخت ہو تو شلغموں کو
قطاروں پر بونا بہتر ہے۔ قطاروں کا آپس میں ۱۵ انچ کا فاصلہ رہے۔ اور پودوں کا آپس میں
۸ اور ۹ انچ کے قریب قریب ہو۔ اگر بونے کے وقت زمین تر ہو تو پانی دینے کی اس وقت تک
ضرورت نہیں ہے جب تک بیج پھوٹ آویں۔ ورنہ تخم بوتے ہی پانی دیویں۔ اگر چھڑکواں بیج بوئے
جاویں تو ان پر ایک انچ مٹی کی تہ دیں۔ گو مٹی باریک ہو کنکر اور مٹی کی ڈلیاں زیادہ نہ ہوں
ناکارہ گھاس ہمیشہ وقتاً فوقتاً اکھاڑتے رہیں۔ اور اگر موسم خشک ہو تو چوتھے یا پانچویں روز
پانی دیتے رہیں۔

جن پودوں سے بیج حاصل کرنے منظور ہوں انہیں عمدہ کھاد دے کر انتخاب کر لیں
اور ان کی اسی طرح سے حفاظت کریں جس طرح سے ہم دیباچہ میں لکھ چکے ہیں:

ولایتی بینگن

ولایتی بینگن اکثر انگریزوں کے باغیچوں وغیرہ میں دیکھنے میں آتے ہیں جہاں کہ انگریزوں کی
آبادی ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ پکے ہوئے ولایتی بینگنوں سے مربے اور چٹنیاں بنواتے
ہیں۔ اور شوربوں کو اس سے لذت دار کرتے ہیں۔ اگر انہیں ترکاری کے طور بھی کسی
ترکیب سے بنایا جائے تو ممکن ہے کہ لذیذ بنیں مگر ہمارے اہل وطن ہر ایک اچھی
سبزی ترکاری کی جانب کم التفات کرتے ہیں۔ اگر توجہ کریں تو بہتری ہوگی اور خوش ذائقہ
ضروری ترکاریاں ہماری خوراک کا جزو بن سکتی ہیں۔

مگر سوا ... ہیں
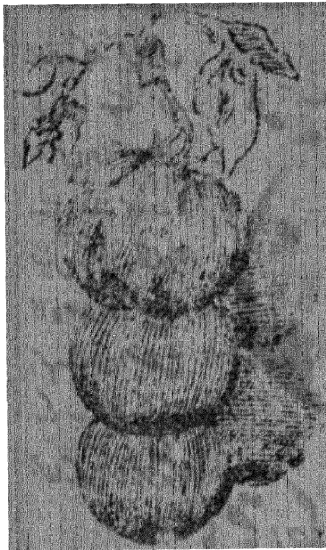
اور ... چونکہ یہ پودا دوسرے پودوں کے ذرہ سے میل سے بھی اپنی اصلیت کو بدل دیتا ہے اس لئے اس کے باہر سے آئے ہوئے بیج ... استعمال کئے جاتے ہیں جو نہایت احتیاط سے تیار ہوتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ جولائی کے وسط سے اکتوبر کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں میں ماہ مارچ کے وسط سے مئی کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ کسی عمدہ تیار کی ہوئی کیاری میں اس کے بیج چھڑکواں بو کر نیری تیار کر لی جائے۔ پھر جب پودے ذرہ بڑے ہو جاویں تو باقاعدہ کیاریوں میں قطاروں پر لگا دیں۔ جن اضلاع میں کہر اور پالا وغیرہ کم پڑتا ہے۔ وہاں ان کو سایہ کی ضرورت نہیں۔ ایسے مقامات میں کیاریوں کا آپس میں فاصلہ تین فیٹ کافی ہے اور پودوں کا آپس میں ڈیڑھ فیٹ بہت ہے۔ لیکن شمالی ہند میں جہاں جاڑا یا پالا دھند زیادہ پڑتی ہے۔ ان کے بونے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ کیاریوں میں قطاریں بنائی جاویں جن کا آپس میں فاصلہ ڈیڑھ ڈیڑھ فیٹ ہو۔ پودوں کا فاصلہ آپس میں پندرہ انچ کافی ہے مگر تین قطاروں کے بعد ایک تین چار فٹ چوڑی پگڈنڈی چھوڑ دیں تاکہ کیاری میں آنے کی سہولت رہے۔ جن دنوں رات کو کہر اور سخت سردی پڑے تو چٹائیوں یا گھاس پھوس کی ٹٹیاں بنا کر اوپر بانسوں پر ڈال دیں۔ جب موسم خشک ہو تو ہر دسویں دن ضرور پانی دیں۔ اور ناکارہ گھاسوں کو اکھاڑتے رہیں۔ اگر ایک فصل ماہ جولائی میں بوئی جائے اور ایک ستمبر یا اکتوبر میں تو وہ اپنے موسم اکتوبر سے لے کر برابر جولائی تک اترتے رہتے ہیں پہاڑوں میں فصل موسم
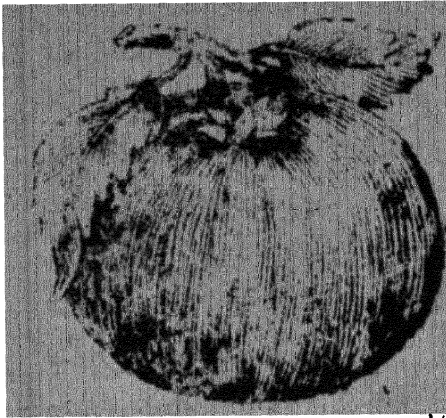
بہار کے شروع میں بونی چاہئے۔ اور بارش اور تیز ہواؤں سے اسے بچانے کا خیال رکھیں۔ قطاروں کا فاصلہ وہ رکھیں جو ہم نے ان اضلاع کے لئے تجویز کیا ہے جن میں کہر وغیرہ نہیں پڑتی۔

ہاتھی چک یا کنگور

ہاتھی چک جسے ہاتھی زیکچ بھی کہتے ہیں ہندوستان میں بہت جگہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر چونکہ یہ ہندوستانیوں کے دل پسند ترکاری نہیں ہے اس لئے اس پر کم التفات کی جاتی ہے۔ کم دل پسند ہونیکی وجہ یہی ہے کہ اسے اجنبی شئے سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے شوق سے بنایا نہیں جاتا۔ ورنہ ممکن ہے کہ عمدہ نہ بنے۔ ہاتھی چک کی دو قسمیں ہیں۔ ایک گلوب دوسری یروشلم۔ اسے انگریز زیادہ تر استعمال کرتے ہیں۔ اور وہی انہیں اپنے باغیچوں میں لگواتے ہیں۔

ہاتھی چک کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ افریقہ اور جنوبی یورپ کا متوطن ہے۔ گلوب ہاتھی چک کی کچی کلیوں کے لئے کاشت کی جاتی ہے۔ یہ پودا ہندوستان میں ہر جگہ لگتا ہے۔ اور اگر حفاظت کیجائے تو ایک مرتبہ کا لگا یا ہوا ہمیشہ تک قائم رہتا ہے۔ بالعموم یہ بیجوں سے بوتے ہیں۔ ورنہ اس کی قلمیں بھی لگا سکتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ پودا بغیر تردد پیدا ہو جاتا ہے۔ بہت کم احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ ولایت سے تخم منگوا کر جو فصل بوئی جائے اس کے ہاتھی چک بہت موٹے اور بڑے ہوتے ہیں۔ اولاس

فصل کے بیجوں سے جو آیندہ فصل بوئی جاوے اُس کے ہاتھی چک بہت بڑے نہیں ہوتے مگر بہت اچھے ہوتے ہیں۔ یہی حال نشاخیں لگانیکا ہے +

اگر تخم سے فصل تیار کرنی ہو تو بیج کیاریوں میں چھڑکواں بودیں مگر کیاریاں ایسی ہوں کہ اُن میں دیر تک فالتو پانی کھڑا نہ رہے۔ بیج چھڑک کر عمدہ مٹی کا ہلکا غلاف دیدیں میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں ماہ مارچ کے شروع سے مئی کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ اگر موسم خشک ہو۔ تو تیسرے چوتھے دن فوارے سے پانی دیا جاوے اگر بارش ہو تو پانی کو کیاریوں میں ٹھیرنے نہ دیں۔ فوراً نکال دیں۔ اگر بارش جاری رہے تو کیاریوں کے چاروں طرف نالیاں بنا دیں جن میں سے پانی بہ جاوے

جب بیج پھوٹ آویں اور دو ہرے ہرے پتے نکل آویں تو ان ننھے ننھے پودوں کو اکھاڑ کر کیاریوں میں قطاروں کے اوپر لگا دیں قطاروں کا آپس میں فاصلہ چار فیٹ ہو۔ اور اتنا ہی فاصلہ پودوں کا آپس میں رہے۔ ہاتھی چک یوں تو ہر قسم کی معمولی زمین میں بھی عمدگی سے پیدا ہو جاتا ہے مگر ایسی زمین اسے بہت پسند ہے۔ جس میں ریت کا بھی معقول جزو ہو۔ اور بہت گہرا تک یکساں ہو بونے کے پہلے زمین کو خوب کھود کر اچھی سڑی ہوئی پتی کو ڑے کرکٹ اور گوبر کی کھاد ڈالنی چاہئے۔ اگر زمین سخت ہو تو بجائے گوبر کی کھاد کے اصطبل کی کھاد ڈالنی چاہئے۔ اگر کل کیاری میں عمدہ طرح سے کھاد ڈالنے کی کافی مقدار نہ مل سکے تو بہتر یہ ہے کہ جن سوراخوں میں پنیری لگائی جاوے ان میں کھاد ڈال دی جاسئے۔ اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ عشرہ میں دن پانی دیں اور ناکارہ گھاسوں کو کھاتے رہیں۔ وقتاً فوقتاً زمین کو ٹتے بھی رہیں

فرسیجز صاحب لکھتے ہیں کہ مجھے ہاتھی چک کی فصل کے لئے کیاریاں اور کھاد ڈالنے کے لئے ایک شخص نے کہا تھا مگر اس سے کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی۔ اس فصل کے لئے تمام ایسی کھادیں مفید ہیں جن میں نمک کا جزو شامل ہے۔ پہاڑوں میں ہاتھی چک موسم بہار کے شروع میں بونا چاہئے۔ چونکہ سرد ممالک میں ہاتھی چک خاصیت میں کمتر نہیں ہوتا

کے اخیر سے اپریل کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ بیجوں کو کیاریوں میں چھڑکواں بو دیں اور جب پودے چھ چھ انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں بڑے بڑے سوراخ کھود کر لگا دیں۔ یہ سوراخ پندرہ انچ گہرے اور پندرہ انچ چوڑے ہونے چاہئیں۔ اور پہلے سے مٹی میں خوب عمدہ سڑی ہوئی کھاد ملا دیں۔ اگر زمین سخت ہو تو ایک فٹ زمین اور گہری کھود کر اوپر کی سطح کی مٹی سے اسے بھر دیں۔ اور سوراخوں کی گہرائی جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں پندرہ انچ رہنے دیں۔ پودوں کو ان سوراخوں میں اٹھارہ اٹھارہ انچ کے فاصلے پر لگاویں۔ بونے کے بعد فی الفور پانی دیں۔ اور ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور دیا کریں بشرطیکہ موسم خشک ہو۔ جب درخت پورے قامت کو پہونچ جائے تو اس کی جڑوں کے اوپر تھوڑی تھوڑی مٹی ادھر ادھر سے لیکر چڑھا دیں۔ اسی طرح جب جڑ کے پاس سے دراڑیں کھل جاویں مٹی بھر دیں۔ پودے جب پورے طور پر بڑھ چکتے ہیں تو دس پندرہ دن کے اندر خشک ہو جاتے ہیں اس وقت انہیں اکھاڑ لینا چاہئے۔ اور بعد حسب ضرورت کام میں لا سکتے ہیں۔

پارسلے

پارسلے انگریزی نام ہے۔ ہندوستانی مالی اسے اجمود بھی کہتے ہیں۔ انگریز اسے کئی طرح سے بنا کر کھاتے ہیں۔ اسکی پتوں کے لئے زیادہ تر کاشت کی جاتی ہے جن کی انگریزوں کے باورچی خانوں میں بہت مانگ رہتی ہے اور
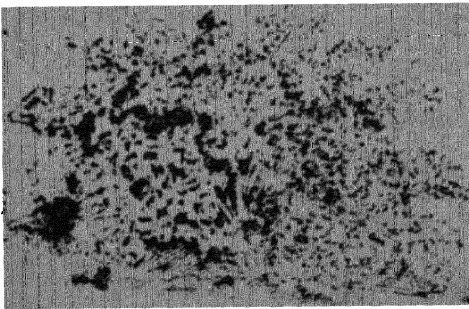
کھانے کی چیزوں پر یہ آرائش کے لئے بھی جاتی ہے۔ پارسلے کی کئی قسمیں ہیں۔ مگر گھنی چا

ہیں جن کے بونیکا عام رواج ہے۔

عالمان علم نباتات اسے ملک [illegible] یا کا [illegible] بتلاتے ہیں۔ میدانوں [illegible] اسے ماہ ستمبر کے شروع سے نومبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک۔ یہ پودا ہر ایک جگہ جس میں [illegible] پیدا ہو سکتی ہے [illegible] وہ پیدا ہو سکتا ہے مگر گرمی اور بھاری عمدہ زمین اسے بہت مرغوب ہے اور کسی قدر [illegible] ہی چاہتا ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ بونے کے [illegible] دن بعد بیج پھوٹ آتے ہیں اور [illegible] میں بونا چاہیئے جب پودے تین چار انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں سایہ دار رُخ پر [illegible] کا فاصلہ آپس میں ایک ایک فٹ ہو اور پودوں کا آپس میں تین یا چار انچ کافی ہے [illegible] تو بیج ذرہ دیر سے پھوٹیں گے۔ اور اگر موسم تر ہے تو بہت جلد۔ ناکارہ گھاسوں کو احتیاط سے اکھاڑتے رہیں۔ اور جب موسم بہت خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیں۔

پہاڑوں میں اسے موسم بہار کے نزدیک بو سکتے ہیں اور دوسری مرتبہ اس وقت تک جبکہ برسات ختم ہو جاوے اور خزاں کا آغاز ہو وے بو سکتے ہیں یقیناً فصل خاصی تیار ہو جاویگی۔

پارسنپ

پارسنپ۔ ایک انگریزی ترکاری ہے [illegible] ہندوستان میں بہت کم بوئی جاتی ہے دیکھنے میں گاجر کی قسم میں سے [illegible] ہے مگر گاجر سے بہت زیادہ دیر میں پختگی کو پہونچتی ہے بڑی خرابی یہ ہے [illegible] یکساں کے اندر خراب ہو جاتے ہیں اور پھوٹتے نہیں ایکے

نباتات سے جنوبی یورپ کے سواحل سمندر کا متوطن بتلاتے ہیں۔ اہل یورپ نے اور سبز ترکاریوں کی طرح اس کی بھی بہت سی قسمیں بنالی ہیں مگر مشہور پانچ چار ہیں۔ فرنچر صاحب لکھتے ہیں کہ یورپ کی نسبت چقندر کو ہندوستان میں [illegible] ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ موسم سرما میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ اور اس کے مقابل کی شے کم ملتی ہے۔ انگریز اسے سرکہ میں ڈال کر چار بناتے ہیں اسے ثابت اُبالتے ہیں اور پھر تراشتے ہیں۔ اس سے سُرخ پانی نکلتا ہے مادہ دار ہوتا ہے۔ اگر یہ نکل جائے تو چقندر کسی کام کی نہیں رہتی بہت سے ہندوستانی اسے کھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ ترکاری لذیذ ہوتی ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں مارچ کے شروع سے مئی کے اخیر تک باہر سے چقندر کے تخم منگوا کر بوئے جاتے ہیں اور جو اسی جگہ کی فصل سے حاصل کر کے بوئے جاتے ہیں ان میں فرق کم ہوتا ہے اور نسل گھٹیا اُترتی ہے۔ صرف اگر فرق ہے تو یہ کہ اسی جگہ کے بیجوں سے جو فصل بوئی جاتی ہے ان کی چقندریں زیادہ عرصہ تک نہیں ٹھیرتیں کیونکہ پودا موسم گرما کے آغاز میں پھولنے لگتا ہے۔ ولایتی بیج کے بیجوں سے جو فصل بوئی جاتی ہے وہ دیر تک ٹھیرتی ہے کیونکہ اس کے پودے پھول دیر میں لاتے۔ اس جگہ کے بیجوں میں بڑی خوبی یہ ہے کہ موسم خزاں کی گرمی اور خشکی کو بیاچھی طرح سے برداشت کر لیتے ہیں حالانکہ ولایت کے تخم اکثر خراب ہو جاتے ہیں۔ پس موسم برسات جب ختم ہونے کو ہے تو چقندر کی فصل اسی جگہ کے تخم سے لگائی جائے۔

چقندر کیرا ایسی زمین سے تعلق ہے جہاں اور نباتات پیدا ہو سکتی ہے۔ اسے کھلی جگہ میں بونا چاہئے۔ جہاں درختوں وغیرہ کا سایہ نہ ہو۔ کیاریاں اور وسعت کر کے کھاد پھوٹی ڈال کر مٹی اور کھاد کو یک جان کر لیں پھر سطح کو ہموار کر کے قطاروں میں ایک ایک بالشت کے فاصلے سے بیج بونے چاہئیں۔ قطاروں کا فاصلہ آپس میں پندرہ انچ کا ہونا چاہئے۔ بوتے وقت اگر زمین تر ہو تو پانی دینے کی اس وقت تک ضرورت نہیں جب تک کہ پودے نکل نہ آئیں ورنہ اگر موسم خشک ہو اور زمین بھی خشک ہو تو پانی فی الفور دینا چاہئے۔ جب پودے کسی قدر بڑے ہو جاویں تو انہیں اس طرح سے چھانٹیں کہ پودوں کا آپس میں فاصلہ نو انچ کا رہ جائے۔ [illegible] ہفتے

بعدہ اس طرح سے چھانٹیں کہ پودوں کا آپس میں ۹ انچہ کا فاصلہ ہو جاوے۔ چھانٹنے میں جو پودے اکھاڑے جاویں انہیں یا تو علیحدہ کسی کیاری میں اسی طرح سے بو دیں یا اگر اسی کیاری میں کوئی گوشہ فالتو ہو وہاں لگا دیں ورنہ پھینک دیں۔ ناکارہ گھاس کو احتیاط سے اکھاڑتے رہیں۔ اور اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیں۔ اگر مٹی کیاری کی سخت ہو تو بہتر ہے کہ اونچی ہوئی قطاروں میں چقندر کی فصل کو بویا جاوے۔ اگر برسات ختم نہ ہوئی ہو اور چقندر بونی ہوں تو بھی یہی ترکیب بہتر ہے کہ اونچی ہوئی قطاروں میں بو دیں۔

[illegible] صاحب لکھتے ہیں کہ ابابیل اس پودے کے بہت شائق ہوتے ہیں اسلئے جب تک یہ چھوٹے چھوٹے رہیں ان پر ایک جال پھیلا دینا چاہیے۔ اور اگر رقیق کھاد میں ذرا سا نمک ملا کر کبھی کبھی اس فصل میں دیتے رہیں تو بہت عمدہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ پانی دینے میں کمی نہ کریں۔ جب ضرورت دیکھیں فوراً کیاریوں کو تر کرا دیں۔ چقندروں کو اعتدال سے بڑا نہ ہونے دیں ورنہ مزہ جاتا رہتا ہے +

اسپیرگس یا مارچوبہ

اسپیرگس جسے بعض [illegible] مارچوبہ بھی کہتے ہیں ایک انگریزی ترکاری ہے۔ جسے [illegible] موسم [illegible] کے لئے پیدا کرتے ہیں اور انگریز اسے بہت شوق سے کھاتے ہیں [illegible] دوسرے [illegible] قدر اس لئے ہوتی ہے کہ جس زمانہ میں یہ ہوتا ہے اُس وقت اور ولایتی ترکاریاں بہت کم ہوتی ہیں۔ [illegible] مرتبہ کا لگایا ہوا [illegible] قائم رہ سکتا ہے بشرطیکہ احتیاط رکھی جاوے۔ عالمان علم نباتات [illegible] یورپ کے سواحل سمندر اور ایشیا کے بعض حصوں کا [illegible] بتلاتے ہیں [illegible] ہندوستان کے ہر حصہ میں بآسانی پیدا ہو جاتا ہے۔ گو [illegible] رائے ہے کہ [illegible] پیدا ہوتا ہے ویسا ہندوستان میں نہیں ہوتا۔ اس کی [illegible] اور ذائقہ میں [illegible] بہت عمدہ نہیں ہوتیں مگر اسے احتیاط سے اگر [illegible] زمین [illegible]

نہ ٹھہر سکے بویا جائے۔ تو معقول حد تک کامیابی ہوسکتی ہے۔ اگر زمین سخت اور بھاری ہوگی تو فصل نہایت خراب پیدا ہوگی۔

میدانوں میں ماہ ستمبر کے شروع سے نومبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں اسے فروری کے اخیر سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں پہلے بیج چھڑکواں بو کر ایک کیاری میں اس کی پنیری لگانی چاہئے۔ جب پودے انیس انچ اونچے ہو جاویں تو اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں لگا دیں۔

اس پودے کے لئے کیاریاں اس طرح سے تیار کریں کہ پہلے پھاوڑوں سے ۲ فیٹ گہری زمین کھود دیں اور پھر سطح پر ۶ سے ۸ انچ تک اونچی عمدہ سڑی ہوئی گوبر کی کھاد اور اصطبل اور بازار کا کوڑا کرکٹ بوزن مساوی ملا کر پھیلا دیں۔ پھر مٹی اور کھاد کو ایکجان کرکے اور ہفتہ دو ہفتہ تک اسی حالت میں کیاریوں کو پڑا رہنے دیں پھر جس قدر لمبی چوڑی مطلوب ہوں کیاریاں بنالیں۔ قطاریں بنا کر پنیری کو لگانا شروع کریں پہلے تین قطاریں بنا دیں جن کا فاصلہ آپس میں ایک ایک فٹ ہو۔ پنیری اکھاڑتے وقت خیال رکھیں کہ جڑوں کو کسی طرح صدمہ نہ پہونچے اور ان کو سوراخوں میں جو قطاروں پر کئے جاویں گاڑ دیں اور ساتھ ہی تین انچ مٹی چڑھا دیں تاکہ پنیری کی جڑیں مضبوط ہیں۔ پودا لگا کر فی الفور پانی دیں اور اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیا کریں ہر سال فصل کرکے سطح پر عمدہ

سڑی ہوئی کھاد کی تہہ دینی چا ... چاہئے۔ یہ کام دسمبر کے ...
... پھر نئے کلّے پھوٹ آویں گے ان پودوں سے
دوسری فصل بھی ... یہ ترکیب عمدہ نہیں ہے اس سے اصلی ... موسمی
فصل کو نقصان پہونچتا ہے۔ دوسری فصل اس طرح سے لی جاسکتی ہے کہ موسم گرمی
کے اخیر میں گندلوں اور پتوں کو جو ... ہیں ... دیں اور کھاد ... کر ... اس
طرح برسات کے خاتمہ اور موسم خزاں کے شروع میں ... دیں گی۔ ...
دوسری فصل کی کسر موسمی فصل میں ... جاتی ہے اور وہ عمدہ ... اور لذیذ نہیں ہوتی
اگر احتیاط رکھی جاوے تو پانچ چھ سال
تک پودا اصلی حالت میں رہ سکتا ہے
بعد میں ممکن ہے کہ اپنے اوصاف میں
کمی ظاہر کرے جب ایسی صورت ہو تو فوراً
ان کو اکھاڑ کر نئی فصل لگادیں۔ پہاڑ
میں بھی اس فصل کے ...
صرف اتنا اور کرنا چاہئے کہ ...
کیاری میں ایک سال تک رکھیں۔
پھر موسم بہار کے شروع میں باقاعدہ
کیاریوں میں لگادیں۔ یہ پودے موسم
سرما میں مرجھا جاتے ہیں اور موسم
بہار کے شروع میں پھر از سر نو پھوٹتے ہیں +
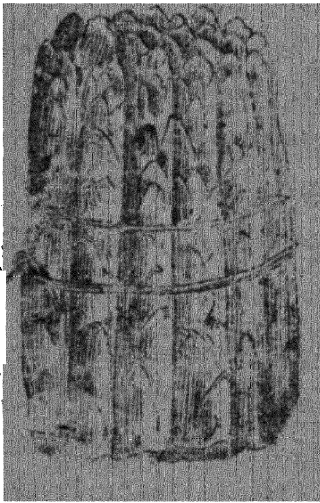
روبہارب

روبہارب ایک انگریزی پودا ہے جو ایک مرتبہ ... کئی سال تک قائم رہتا
... میدانوں میں پیدا نہیں ہو سکتا سوائے ... کے اگر ...

گ ... یا جاوے تو بیج ضرور پھوٹ آ ... پودے نہیں پیدا ہوتے بھی

کاٹ ... س کے پتوں کے ڈنٹھیوں

کے ... سے

عمدہ قسم کا مربا بنایا جاتا ہے

کہتے ہیں کہ یہ پودا کوہ ہمالیہ میں

کئی پودوں کی جڑوں کے قدرتی

پیوند سے پیدا ہو گیا ہے۔
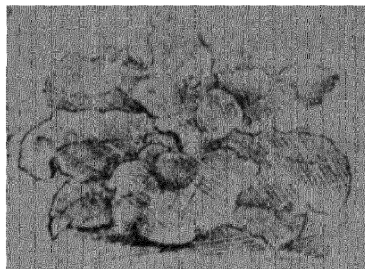
پہاڑوں میں اسے ماہ مارچ سے

لے کر اپریل کے اخیر تک بو سکتے ہیں جن پہاڑی ... شمال کی طرف ہوتا ہے

اُن میں یہ پودا خاطر خواہ پیدا ہوتا ہے۔

پیٹ گملوں ... یا

کو ... یا

بانیچہ کی مٹی ڈال کر
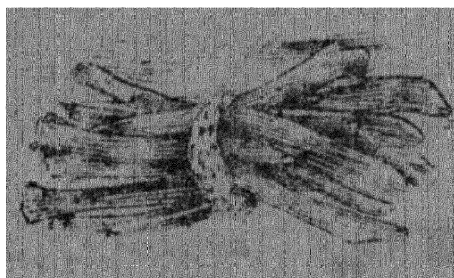
اس کے بیج چھ ... ہر

بونے چاہئیں جب

پودے نکل کر دو تین

پتے بدل لیں تو انہیں

کیاریوں میں بونا چاہئیے۔ پودوں کا فاصلہ آپس میں تین فیٹ رہے اور کسی قدر سایہ کے

تو بہتر ہے۔ زمین طاقتور ہونی چاہئیے۔ اور ایسی ڈھالو ہو کہ اس میں فالتو

پانی نہ رہے ورنہ جڑیں جلد سڑ کر گلنے لگیں۔ ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں کو پاک کرتے

رہیں۔ ہر سال پودوں کی جڑوں میں گوڈی کر کے مجموعی کھاد دینی چاہئیے۔ دو سال میں

جاکر اس کی فصل تیار ہوتی ہے۔ اگر احتیاط رکھی جائے تو کئی سال تک فصل اچھی حالت

میں رہتی ہے۔

فرنجر صاحب لکھتے ہیں کہ یہ ہبارب نیلگری پربت پر بکثرت پیدا ہوتی ہے اگر داں سے
دو سال کے پودے ماہ اکتوبر میں لاکر دو دو فیٹ کے فاصلہ پر میدانوں میں لگائے جاویں
اور کیاریاں درستی سے بنائی ہوں۔ اور خوب کھاد دی گئی ہو۔ سایہ کی طرف کیاریوں کا
رُخ ہو۔ اور پانی خوب ملتا ہے تو غالب ہے کہ فروری میں کچھ فصل اترے۔ اس کا
تجربہ باسانی ہو سکتا ہے۔ اور اگر فصل لگ جاوے تو سب کسر نکل آتی ہے +

کھُمب

زبان انگریزی میں کھُمب کو "مارل" کہتے ہیں۔ اور بعض اقسام "مشروم" بھی کہتے
ہیں۔ دراصل کھمب کے کئی اقسام ہیں۔ بعض کھانے کے قابل ہے اور بعض چھونے
کے قابل بھی نہیں ہے۔ دیسی قسمیں جو نہایت بدصورت۔ بدبودار زرد اور زہریلی سی
معلوم ہوتی ہیں ناقابل استعمال ہیں اور انہیں پوربی زبان میں "ککرمتا" اور پنجابی
میں "پدبہیڑے" کہتے ہیں اصل
کھمب جو کھانے کے لائق ہے اور
ہمارے ملک میں کئی جگہ بکثرت خودرو
ہوتی ہے۔ انگریزی میں مارل کہلاتی
ہے۔ یہ کشمیر میں بہت کثرت سے
پیدا ہوتی ہے۔ اور ڈاکٹر ہنڈرسن
صاحب لکھتے ہیں کہ ضلع شاہپور
(پنجاب) میں جن زمینوں میں کلر زیادہ
ہے۔ اگست اور ستمبر کے مہینوں میں
بہت افراط سے پیدا ہو جاتی ہے۔
مسٹر بیڈن صاحب لکھتے ہیں کہ ضلع لاہور میں بھی کھمب بکثرت ہوتی ہے۔ یہ صحیح ہے

لہ میدانوں سے مراد لاہور وغیرہ مقام ہے ۱۲

کہ لاہور میں موسم برسات میں دیہاتی عورتیں [illegible] رکھ کر کھمبیاں بیچنے [illegible]
جو کھیتوں اور میدانوں سے اکھاڑی جاتی ہیں۔ مگر [illegible] خشک کھمبیاں بارہ مہینہ میوہ فروشوں
کی دکان سے مل سکتی ہیں۔ البتہ بھاؤ بہت مہنگا ہوتا ہے دو روپیہ سیر سے کم نہیں [illegible]
مسٹر [illegible] لکھتے ہیں کہ ملک برہما میں کھمبیاں [illegible] زمینوں میں [illegible] افراط سے پیدا ہوتی
ہیں۔ بنگال میں اس کثرت سے کھمبیاں پیدا ہوتی ہیں۔۔۔۔ کہ قابل استعمال اور [illegible]
استعمال اقسام میں مشکل تمیز ہوتی ہے۔

مسٹر [illegible] کھمبیوں کی کاشت کا ذاتی تجربہ لکھ کر فرماتے ہیں کہ اگر یہ ترکیب [illegible]
تو یقیناً کھمبیں ضرور پیدا ہو جاویں گی۔ وہ تجربہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک خالی بنگلہ
کے ایک برآمدے میں تھوڑی سی جگہ میں ٹوٹی اینٹوں کے روڑے لے کر بچھائے جو سطح سے
تین انچ اونچے تھے [illegible] ان روڑوں کے اوپر نیم خشک گھوڑے کی لید کی ایک [illegible] انچ تہ دی
اور پھر ایک انچ باغیچہ کی معمولی کھاد (جس میں مٹی اور سڑی ہوئی پتیاں شامل ہوتی ہیں) [illegible]
کی تہ دی۔ پھر نیم خشک لید کی ایک انچ اونچی تہ دی۔ اور پھر ایک باغیچہ کی کھاد کی تہ بچھائی
پھر سے بارہ پہلے ایک [illegible] انچ نیم خشک لید کی تہ دیکر معمولی باغیچہ کی [illegible] مٹی میں پتی کی کھاد ملا کر
تہ دیدی۔ مگر لید اور مٹی کو ایک جان کر لیا جاتا تھا۔ پھر دوسری تہ دی جاتی تھی۔ وقتاً فوقتاً
پانی دیتے رہیں۔ مگر یہ لحاظ رہے کہ فوارے سے پانی دیا جاوے تاکہ تہ [illegible] نہ ہو ورنہ
فصل مارے جانے کا احتمال ہے۔ امید ہے کہ دو تین ماہ کے اندر کھمبیں [illegible]
آویں گی۔ جون جولائی میں تہیں جمانی چاہئیں۔

اصل اور قابل استعمال کھمبوں کی یہ شناخت ہے کہ وہ بہت مفید ہوں۔ ہاتھ لگانے
سے بکھر نہ جاویں۔ اور عمدہ ریشہ دار اور مضبوط معلوم دیں۔ اوپر ٹوپی یا تو بند ہو یا کسی قدر
کھلی ہو۔ ٹوپی کے اندر کی تہ زرد رنگ کی نہ ہو۔ سفید چکنی اور ڈول دار ہو۔ اگر [illegible] سے ناقابل
استعمال کھمبیں پکالی جاویں گی تو وہ فوراً [illegible] بگڑ جاویں گی۔ اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ
یہ یقیناً [illegible] دینے کے قابل ہیں۔ پکانے سے پہلے کھمبوں کو سونگھنا چاہئے [illegible] اگر ان میں
خوشبو [illegible] اور [illegible] خوشبو آوے تو سمجھنا چاہئے کہ قابل استعمال [illegible] ورنہ ناقص

ناقابل استعمال کھمبوں کی قسم اور بہت بری ہوتی ہے۔ موسم برسات میں اکثر گٹھوں پر
جمال کھمبیں پیدا ہو جاتی ہیں جس کا باعث یہ معلوم ہوتا ہے کہ چھتوں کے پستر و پیائی میں لید
اور مٹی ملا کر تلی صورتوں میں بچھائی جاتی ہے۔ اس وجہ سے پانی کی نمی سے اور اجزائے کھمبائی
کی ترکیب سے کھمبیں خود بخود پیدا ہو جاتی ہیں۔

ایک تجربہ کار صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ کھمبوں کی کاشت کی ضرورت نہیں ہے کہ چھتوں کے
نیچے کی جاوے۔ کھلے میدانوں میں کرو۔ وہ لکھتے ہیں کہ پہلے ایک فٹ اونچی گھوڑے کی لید بچھاؤ
اور دو ہفتہ تک اسی طرح پڑی رہنے دو۔ پھر اس پر باغیچہ کی مٹی اور گھوڑے کی لید کو۔ گوبر بھیڑ کی
مینگنیاں اور پرانے چونے اور پسے ہوئے چونے اور دیار کی لکڑی کے برادے سے باہم
خوب ملا کر تین چار انچ اونچی تہ دو۔ تہ کو خوب ٹھیک دو۔ تاکہ مٹی بیٹھ جائے۔ دن کو اس کیاری
پر سایہ کرو۔ اور اسی طرح جب رات کو بارش یا خراب موسم ہونیکا احتمال ہو تو ڈھک دو
البتہ صاف راتوں کو کیاری کھلی رہنے دو۔ دو مہینہ بعد چھوٹے چھوٹے انڈے سے اور
جیلی کھمبیاں پیدا ہونی لگیں گی۔ اس وقت سے ہر روز صبح کے وقت تھوڑا سا پانی دینا چاہئے
ایک دو ہفتہ بعد اور بڑی کھمبیاں نکلیں گی جو قابل استعمال ہوں گی۔ ان کو توڑتے وقت
یہ خیال رہے کہ جڑیں نہ اکھڑ آئیں سطح سے آدھ انچہ اونچی ڈنڈی چھوڑ کر بلا تامل کھمب
توڑ لو۔ ورنہ اگر جڑیں ضائع ہو جاویں گی تو آئندہ فصل کو نقصان پہونچیگا۔

سرد ممالک میں سایہ کے ساتھ بارہ مہینے کھمبوں کی کاشت ہو سکتی ہے۔ گوین صاحب سپرنٹنڈنٹ
باغیچہ سرکاری سہارنپور کی رائے ہے کہ کھمبوں کی کاشت کسی اندھیرے چھپر یا شاگرد پیشہ کے کسی
مکان میں کرنی چاہئے کھلے میدانوں میں گو فصل عمدہ ہو جاوے مگر پھر بھی ضائع ہو جانے کا
اندیشہ رہتا ہے اور جمانے سے پہلے اینٹوں کے روڑوں کی تہ جمانے سے بہت فائدہ
متصور ہے۔ فصل حاصل کرنے کے بعد پتلا اور رقیق کھاد ڈالنی مفید ہے۔ وہ کھاد اس طرح سے
تیار کریں۔ تازہ گوبر بھیڑ بکری کی مینگنیاں مرغیوں وغیرہ کی بیٹ اور شورہ کوٹ کر کسی بالٹی
میں ڈال کر پانی میں گھول لیں اور جب پانی ٹھہر آوے تو اسے ہر روز صبح کو تین چار روز تک
ڈالے۔ دوسرے دن یہ رقیق کھاد ڈالتے وقت یہ ترکیب کریں کہ تازہ پانی بالٹی میں ڈال کر تہ کو

ہلادیں۔ اور جب پانی نتھر آوے پھر اُسے کیاری میں ڈالیں [illegible] سے تین چار دن تک کیاری کو سینچیں۔

ہمیں معلوم ہے کہ انگلستان اور فرانس سے کھمبوں کے سپان آتے ہیں اور وہ بوئے جاتے ہیں یعنے لید اور مٹی آمیز کھاد کی اینٹیں [illegible] تی ہیں جن میں کھمب کے چھوٹے چھوٹے انڈے شامل ہوتے ہیں۔ اکثر اصحاب نے دیکھا ہوگا کہ جہاں بڑی بڑی کھمبیں لگی ہوتی ہیں اُن کے ارد گرد کچھ چھوٹے چھوٹے گول گول انڈے سے اُگے ہوتے ہیں۔ انہیں انڈوں کو انگریزی میں سپان کہتے ہیں۔ اُن کے اجزا کو اُن مٹی اور لید کی اینٹوں میں شامل کر کے بطور تخم ولایت والے جابجا بھیجتے ہیں۔ اسطرح لاکھوں روپیہ پیدا کرتے ہیں مگر ہمارے نزدیک اس بکھیڑے میں پڑنے سے بہتر یہ ہے کہ جو ترکیبیں ہم نے کاشت کھمب کی نسبت لکھ آئے ہیں کی جاویں ہمیں امید ہے کہ ضرور کامیابی ہوگی۔

سلاری یا سلہری

سلاری یا سلہری انگریزی لفظ سلہری کا بگاڑ ہے کیونکہ اس کا اصل نام ہندوستانی زبان میں کوئی نہیں پایا جاتا۔ اس کو اس کی گندلوں اور پتوں کے لئے بویا جاتا ہے اور نرم گندلوں کی نہایت عمدہ بھجیا بنتی ہے اور ساگ نفیس تیار ہوتا ہے۔ مگر انگریز اسے باریک باریک کتر کے سرکہ میں ڈال کر اور نمک [illegible] ڈال کر بطور چٹنی کے استعمال کرتے ہیں اگر اس [illegible] کا اچھا سرکہ بنایا جاوے تو [illegible] اس وقت بنا [illegible]

[illegible] کے سپتے [illegible]

خوش ذائقہ بنانے کے لئے ڈالتے ہیں۔

عالمان علم نباتات اسے انگلستان اور شمال مغربی حصہ کوہ ہمالیہ کا متوطن بتلاتے ہیں۔ یہ پودا ایک مرتبہ کا لگایا ہوا دو سال تک قائم رہتا ہے اس کی قسمیں دو ہیں۔ سفید اور سُرخ علاوہ اس کی اہل یورپ نے بہت سی قسمیں بنائی ہیں مگر وہ بہت عام اور مشہور نہیں ہیں۔ بعض تجربہ کار سفارش کرتے ہیں کہ سفید گندلوں والی سلہری کو بویا جاوے۔ بعضے سرخ گندلوں والی سلہری کی تعریف کرتے ہیں۔ سلہری کے بیج جو اس جگہ کی فصل سے حاصل ہوتے ہیں بہت عمدہ فصل پیدا نہیں کرتے۔ اس لئے باہر سے منگوائے ہوئے بیجوں سے فصل نہایت عمدہ حاصل ہوتی ہے۔ مخفی نہ رہے کہ سلہری ہندوستان میں ایسی ہی عمدہ اور لذیذ پیدا ہو سکتی ہے جیسے یورپ میں مگر نگہداشت ضروری ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں اسے ماہ فروری کے اخیر سے اپریل کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ اگر فصل اگیتی بونی منظور رہے تو اسے گملوں یا بکسوں میں بونا چاہیئے۔ اور تپش آفتاب اور سخت بارش سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ گملے اور بکس برآمدوں میں رکھنے چاہئیں۔ جب پودے چند ہفتوں کے ہو جاویں تو رفتہ رفتہ ان گملوں اور بکسوں کو دھوپ میں رکھتے جاویں اور جب پودے خاصے مضبوط ہو جاویں تو انہیں اکھاڑ کر ایک کیاری میں قطاروں پر تین تین انچ کے فاصلے پر لگا دیں اور قطاروں میں بھی تین تین انچ کا فاصلہ رہے جب پودے اس کیاری میں چار پانچ انچ کے ہو جاویں تو انہیں باقاعدہ کیاریوں میں لگا دیں جہاں یہ نشوونما ہو رہے۔ اگر پچھیتی فصل بونی منظور ہو تو وہ برسات کے خاتمہ پر بو دیں اس کے لئے گملے درکار نہیں۔ ایک کیاری میں بیجوں کو چھڑکواں بو دیں اور اس کیاری میں سے اکھاڑ کر ان کی منتقل جائے پر باقاعدہ لگا دیں۔ جب موسم زیادہ گرم ہوتا ہے تو بیج دو ہفتہ تک پھوٹتے ہیں ورنہ چند دنوں کے اندر ہی پودے نکل آتے ہیں۔

سلہری عام باغیچوں کی عمدہ زمین میں خاطر خواہ پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر عمدہ بھربھری مٹی جس میں ریت اور چکنی مٹی کا جز معقول ہو اس کے لئے بہت موزوں ہے۔ کیاریوں کو اسکی

کاشت کے لئے ذرا گہرا کھودنا چاہئے۔ ایک فٹ سے کم نہ کھودیں۔ اگر دیکھیں کہ نیچے کی مٹی سخت اور
کمزور ہے تو ایک فٹ اور کھودیں۔ اور سطح کی مٹی اس میں پُر کرکے گہرائی وہی ایک فٹ بدستور
رہنے دیں پھر عمدہ سڑی ہوئی باغیچہ کی کھاد ڈال کر سب کو یک جان کر دیں اور سطح کو ہموار کر دیں۔
گوبر اور کوڑے کرکٹ کی کھاد اس کے لئے بہت مفید ہے۔ پودے سیدھی قطاروں میں نو نو انچ
کے فاصلہ پر لگائے جاویں۔ اور انہیں نشو ونما ہونے دیا جاوے۔ قطاروں کا فاصلہ آپس میں
ایک ایک فٹ رہے۔ پودے لگاتے ہی پانی دیں اور زمین کو خشک نہ ہونے دیں مگر بہتات
نہ کریں۔ جب پودے ایک ایک فٹ اونچے ہو جاویں تو تمام نیچے کے چھوٹے چھوٹے
پتے دور کر دیں۔ اور باقی کو ہاتھ سے سمیٹ کر پودوں کی جڑوں میں مٹی چڑھا دیں اور ہر ہفتہ
بدستور پتوں کو ہاتھ سے سمیٹ کر پودوں کی جڑوں میں مٹی چڑھاتے جاویں۔ مگر خیال رہے
کہ اس قدر اونچی مٹی نہ چڑھائیں کہ پودا ہی دب جاوے۔ اس ترکیب سے اوپر کے پتے
ہی پتے نظر آویں گے۔ احتیاط رکھیں کہ ناکارہ گھاس پھونس نہ اُگنے پاوے۔ اور دو ہفتہ بعد
قطاروں کو پانی سے خوب تر کر دیں جب یہ پورے طور پر بڑھ چکیں گے۔ تو زرد ہو کر پتے
مرجھانے لگیں گے۔ اور اس وقت سلاد کے طور پر کھانے کے لئے ان کو توڑ لیا جاتا ہے
(سلاد سے مراد سبز پتے ہے) پہاڑ میں بھی کاشت کی وہی ترکیب ہے جو میدانوں کیلئے
بیان کی گئی ہے۔ البتہ بونے کے موسم میں فرق ہے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔

سلیریک۔ یہ بھی سلیری کی ایک قسم ہے۔ اس کی شاخیں شلجم کی جڑ کی طرح ہوتی ہیں میدانوں
میں وسط اگست سے وسط اکتوبر کے آخر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر اپریل سے آخیر
مئی کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ اس کے بونے کا وہی طریقہ ہے جو سلیری کے بارہ
میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کے چھوٹے پودوں کو کیاری میں لگالیں۔ پھر پودے باقاعدہ
قطاروں میں لگا دیں۔ پودوں کا فاصلہ آپس میں بارہ ۱۲ ۱۵ انچ کا ہو۔ اور اتنا ہی
فاصلہ آپس میں قطاروں کا رہنا چاہئے۔ پانی کا خیال رکھیں۔ اور ناکارہ گھاس
اکھاڑتے رہیں۔

پیدا ہوتا ہے۔

ماہ ستمبر کے اخیر سے
فروری کے وسط تک
بو سکتے ہیں۔
(پہاڑوں) میں اسے ماہ فروری
کے اخیر سے ماہ
کے اخیر تک بو سکتے
ہیں۔ اگر زیادہ مانگ
ہو تو دو دو ہفتہ بعد اس کے بیج کیاریوں میں بوئے جا سکتے ہیں چھوٹی چھوٹی کیاریوں
میں اس کے بیج چھڑکواں بونے چاہئیں۔ یا قطاروں میں بوئے جا سکتے ہیں جن کا
آپس میں آٹھ آٹھ انچ فاصلہ ہو۔ کیاریوں میں ناکارہ گھاسیں نہ اُگنے دیں اور جب موسم
خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیویں۔ پہاڑوں میں اسے گملوں اور بکسوں میں
بونا بہتر ہے کیونکہ اس کی بہت ضرورت نہیں ہوتی۔

گانٹھ دار جڑوں والی چرول۔ دوسری قسم کی چرول کا نام ملیس رڈنڈ چرول ہے۔ اسکی
نسبت بھی عالمان علم نباتات کی رائے ہے کہ یہ پودا ممالک یورپ کا متوطن ہے۔ اس کی جڑیں
ڈلدار موٹی اور گاؤدم ہوتی ہیں۔ اس کی جڑیں پکائی جاتی ہیں اور ذائقہ میں کسی قدر شکر قند سے
ملتی ہیں۔ پہلی قسم کی چرول ڈال کر اسے چٹ پٹی کر لیتے ہیں۔ خوش ذائقہ ترکاری بن جاتی ہے
اس کی کاشت بہت کم کی جاتی ہے مگر اگر کی جاوے تو عمدگی سے ہو سکتی ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں ماہ فروری کے اخیر
سے ماہ اپریل کے اخیر تک بو سکتے ہیں کسی باغیچہ کیاری درست کر کے ایک ایک فٹ
کے فاصلہ پر قطاریں بنائی جاویں اور بیج بو دئے جاویں ... پودے دو تین انچ اونچے
ہو جاویں ... نکال ڈالیں ... پودے ...

رہ جائے تو ان کو گھاس سے صاف کرتے رہیں اور وقتاً فوقتاً پانی دیتے رہیں۔ حسبِ دستور فروری کے
اخیر یا مارچ کے شروع میں قابل استعمال ہو جاویں گی۔ یہ ماہ اکتوبر میں بونے کی
ترکیب ہے +

کاسنی

کاسنی کا پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا بہت عرصہ تک قائم رہتا ہے اگر ٹھیک احتیاط کی
جاوے۔ عالمان علم نباتات نے یورپ اور ایشیا کے مختلف ممالک کا اسے وطن بتایا ہے۔
انگریز اس پودے کی جڑ کو خشک کرکے اور بھون کر قہوہ (کافی) کے ساتھ ملا کر پیتے ہیں اور
اس کے نرم جوان پتوں کا سرکہ وغیرہ میں اچار بناتے ہیں۔ بعض اہل یورپ کا قول ہے کہ
کاسنی مویشیوں کے لئے نہایت عمدہ چارہ ہے بشرطیکہ میسر آسکے۔ اگرچہ چارہ کی خاطر اسے
کاشت کرنا مناسب نہیں گیا ہے۔ شمالی ہند میں اکثر لوگ کاسنی کی جھجریاں بنا کر گاڑتے ہیں مگر
بالعموم ادویات کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ اطبائے ہند اسے بیج اور تخم بکثرت
برتتے ہیں۔

میدانوں میں وسط ماہ ستمبر کے وسط سے اکتوبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر
ماہ مارچ کے وسط سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔

اس کے بیج عمدہ کیاریوں میں قطاروں کو کھود کر بونے چاہئیں جن کا آپس میں
فاصلہ ایک فٹ ہو۔ اگر اس کے پتے سلاد کے لئے حاصل کرنے ہوں تو جب پودے
بیجوں سے پھوٹ آویں اس وقت ان کو چھانٹ دیا جاوے یہاں تک کہ ہر ایک پودے
کا آپس میں فاصلہ پانچ انچ رہ جاوے اور اگر اس پودے کی کاشت جڑوں یا دواؤں
کے لئے کرنی منظور ہو تو ہر پودے کا آپس میں نو انچ فاصلہ کافی ہے۔ ناکارہ گھاس
کو اکھاڑتے رہیں اور حسب ضرورت پانی دیتے رہیں۔

اگر سلاد کے لئے پتے حاصل کرنے ہوں تو جب پودا کما حقہ بڑھ جاوے
تو اس کے اوپر چھوٹے بڑے گملے الٹے کرکے ڈھانک دئے جاویں دس یا

چند روز دن کے بعد بیجوں کو توڑیں اور استعمال میں لاویں پہاڑوں میں بیج کو سینچ بونے کی یہی ترکیب ہے۔

باقلہ
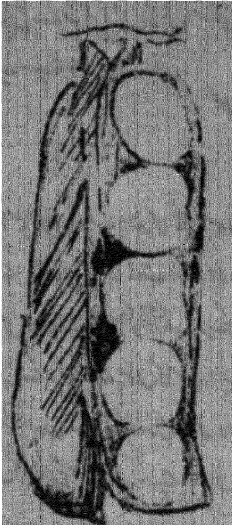
باقلہ ایک مشہور نبات ہے اور لوگ اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں عالمان علم نبات اس کا اصلی وطن تحقیق بتاتے سے معذور ہیں مگر عام طور پر اسے ملک فارس کا متوطن بولا جاتا ہے یوں تو ولایت والوں نے باقلہ کی بہت قسمیں بنائی ہیں مگر بڑی قسمیں دو ہیں جو پھلیوں کی طوالت سے پہچانی جاتی ہیں بڑی پھلیاں ۶ سے ۹ انچہ تک لمبی اور چھوٹے باقلہ کی پھلیاں تین سے پانچ انچہ تک لمبی ہندوستان میں بڑا باقلہ بکثرت ہوتا ہے مگر یہ ولایتی باقلہ کہلاتا ہے۔

ہمارے بازاروں میں جو باقلہ بکتا ہے اس کی پھلیاں اور بیج بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور اس کا بیج سیاہی مائل سبز اور زرد ہوتا ہے۔ نسل کے لحاظ سے یہ ولایتی باقلہ سے ملتا ہے مگر صورت شکل میں بالکل مختلف ہے۔

میدانوں میں بڑا باقلہ ماہ اکتوبر کے وسط سے نومبر کے آخر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ یہ باغیچوں کی عمدہ زمینوں میں جن میں خوب طرح سے کھاد دی گئی ہو پیدا ہو سکتا ہے پہلے کیاریوں میں خوب سڑی ہوئی گوبر اور بازاروں کے کوڑے کرکٹ کی کھاد ڈال کر ۹ انچہ گہرا ہل چلایا جائے۔ یا کیاریاں کھدوا دی جائیں پھر سطح کو ہموار کر کے قطاریں بنائی جاویں۔ جن کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو۔ بیجوں کو ان قطاروں پر ہاتھ سے تین انچہ گہرے سوراخ کر کے

بوویں۔ بعض تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ بیجوں کو بونے سے پہلے گھنٹہ دو گھنٹہ پیشتر پانی میں تر کر دیں تاکہ جلد پھوٹ آویں۔ مگر یہ ترکیب ضروری نہیں ہے بیج بوتے ہی پانی سے تر کر دیں۔

جب پودے بالشت بالشت اونچے ہو جاویں اور پھولنے لگیں تو انگلیوں سے کئی شاخوں کے سرے توڑ دینے چاہئیں ورنہ تمام شاخیں پھول آویں گی اور پودا کمزور پڑ جاوے گا۔ پھلیاں بہت ہی کم اتریں گی۔ بعض مالیوں کی ناواقفیت کی وجہ سے بڑا باقلہ اس ملک میں اچھا نہیں پیدا ہوتا اس لئے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اسے اس جگہ کی آب و ہوا ناموافق ہے۔ پہاڑوں میں بھی اس کے بونے کی یہی ترکیب ہے جو ہم نے میدانوں کی نسبت بیان کی ہے۔ صرف اس کے بونے کے موسم میں فرق ہے۔

ولایتی سیم

سیم کی بہت سی قسمیں ہیں گو یورپ والوں نے ان کو بے شمار بنا دیا ہے۔ ولایتی سیم انگریزوں کی وجہ سے یہاں بہت اقسام کی پیدا کی جاتی ہے مگر بعض اوقات دقتیں بھی پیش آتی ہیں لیکن استقلال سے تمام کے سب حل ہو جاتی ہیں۔ فرنچ یا کلائمبنگ قسم کی سیم باغیچوں کے کنارے کنارے بلا روک پر خوب پھلتی اور پھیلتی ہیں۔ یا دیواروں سے بیلیں خوب چڑھتی پھیلتی ہیں۔ لیکن گھوگھریوں کا سایہ انہیں مفید پڑتا ہے۔ زمین نمدار ہو اور زمانہ گرمی سخت کا ہو اور گرمی سخت کی ہوگی تو اس پاس کسی قسم کا سایہ نہیں ہوگا۔ تو ضرور پیداوار میں ناکامی ہوگی۔ اور بڑے پھیلاؤ کے درخت کے پاس ان کو بو دیں تاکہ ان کی حفاظت رہے اور ان کے پودے محفوظ رہیں۔

اس کے بیج میدانوں میں ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے آخر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر ماہ فروری ماہ اپریل سے جون کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ اسے

... میں بوتے ہیں جن کا آپس میں فاصلہ ۱۰ انچ ہو۔ پودوں کا آپس میں تین انچ کافی ہے۔ جو فصل موسم برسات کے ہونے سے پہلے لگائی جاوے وہ اونچی قطاروں ... بخلافہ برسات بوئی جاوے وہ کیاری میں ہموار قطاروں پر ہو۔ بونے سے پہلے کیاری میں کھاد مجموعہ ڈال کر مٹی کے ساتھ ایک جان کریں۔ ناکارہ گھاس نہ اُگنے دیں وقتاً فوقتاً گوڈی کرتے ... موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیدیں

... سیم۔ میدانوں کی نسبت تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ پہاڑوں میں عمدہ طرح سے پیدا ہوتی ہے۔ ترکیب ایک ہی ہے۔ فقط بونے کے موسم اختلاف ہے۔ اور دوسرا یہ کہ پہاڑوں میں اسے اونچی قطاروں پر نہ بوویں۔ ہموار قطاروں پر بونا بہتر ہے۔

سیم

... سیم کی بیل چڑھتی ہے۔ اور ایک مرتبہ کی لگائی ہوئی عرصہ تک قائم رہتی ہے ... اس کی کچی پھلیوں کی نفیس ترکاری بنتی ہے۔ اہل یورپ نے اس کو کئی اقسام میں منقسم کیا ہے مگر مشہور اقسام دو چار ہیں۔

میدانوں میں ... ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں ماہ اپریل کے شروع سے جون کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ اس کے بونے کا وہی طریقہ ہے جو ورخ ماکڈی ... کے متعلق بیان ہوا ... زیادہ بار ... کہیں ... کیاریوں میں لمبی قطاریں اس طرح

کی نسبت کئی مرتبہ بیان ہو چکا ہے۔

لب لب گل ٹریٹم۔ یہ بھی دیسی سیم کی ایک قسم ہے۔ اکثر کاشتکار اور باغبان اپنے دروازوں اور چھوٹے چھوٹے باغیچوں میں بو دیتے ہیں۔ اس ... نہیں ہوتی ہیں مگر مشہور دو تین ہیں۔ بونے کا طریقہ ویسا ہی ہے جیسے ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں۔

سونف

ہمارے ملک میں سونف کا بہت خرچ ہوتا ہے۔ شاید ہی ایسا کوئی گھر ہو جس میں سونف نہ نکلے۔ روزمرہ مصالحہ میں یہ کام آتی ہے۔ چٹنی اور اچاروں میں پڑتی ہے۔ جس کے پیٹ میں درد ہو تو سونف خشک چبا لیتے ہیں اور کئی طرح سے ادویات میں اس کا استعمال ہوتا ہے ہزاروں من سونف کا ہر سال عرق کھینچا جاتا ہے اور پنساری قرابے کے قرابے فروخت کر لیتے ہیں۔ سونف کے نقل بنائے جاتے ہیں کچی سونف کے دالنے کھانے میں بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ انگریز سونف کو اپنے باغیچوں میں کسی قدر آرائش کے خیال سے بھی اگاتے ہیں۔ اور اس کے پتے ترکاریوں کو خوش ذائقہ کرنے کے لئے ڈالے جاتے ہیں +

عالمان علم نباتات سونف کو ملک مصر کا متوطن بتلاتے ہیں مگر ہندوستان میں ہمیشہ سے یہ ہر جگہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ پودا بآسانی پیدا ہو جاتا ہے اور معمولی نرم اور اچھی زمینوں میں خوب پیدا ہوتا ہے۔ میدانوں میں وسط ماہ اکتوبر سے وسط نومبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ ... پہلے ... کے شروع سے مئی

اخیر تک بو سکتے ہیں۔ کیاریاں خوب طرح سے درست کر کے نو نو انچ کے فاصلہ پر قطاریں بنالیں جو سطح سے اونچی نہ ہوں۔ بیج چھڑکواں ان قطاروں میں بونے چاہئیں اور جب بیج پھوٹکر پودے چند انچ اونچے ہو جاویں تو چھانٹنا شروع کریں اس طرح سے کہ ہر ایک پودے کا آپس میں چار انچ فاصلہ رہ جاوے۔ احتیاط رکھیں کہ کیاریوں میں ناکارہ گھاس نہ اُگنے پاوے۔ اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیدیں +

لہسن

لہسن ہندوستان میں عام شے ہے۔ کئی طرح سے برتا جاتا ہے ترکاریوں کے مصالحہ میں ہلدی وغیرہ کے ساتھ پیسا جاتا ہے۔ چٹنیوں میں استعمال ہوتا ہے مفید شے خیال کی جاتی ہے۔ اس کی بُو بہت تیز ہوتی ہے۔ جس ترکاری میں اعتدال سے ڈالا جاوے اُسے خوش ذائقہ بنا دیتا ہے اہل ہنود کا کچھ حصہ اسے استعمال نہیں کرتا۔ مگر ہندوستان کا شاید ہی کوئی حصہ ہوگا جہاں کے باشندے اِسے نہ برتتے ہوں۔
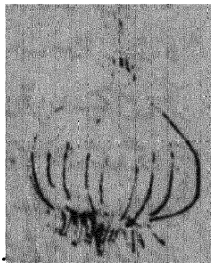
عالمان علم نباتات اسے سسلی اور جنوبی فرانس کا باشندہ قرار دیتے ہیں۔ مگر وسط ایشیا میں یہ بکثرت خودرو پایا جاتا ہے۔ انگریز اسے کم استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس کی تیزی سے گھبراتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر اور نومبر میں بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں ماہ فروری اور مارچ میں بوتے ہیں۔

لہسن کا بونا بہت آسان ہے۔ یہ اکثر کھیتوں میں بویا جاتا ہے۔ کیونکہ اس قدر

سکتا ہے کہ باغیچوں میں اس کی کم گنجایش ہوتی ہے۔ بونے کی عمدہ ترکیب یہ ہے کہ کھیت میں مربع کاٹ کر اونچی قطاریں بنائے جاویں جن کا آپس میں ۱۲ انچ فاصلہ رہے۔ لسن کے پوت[1] چھ چھ انچ کے فاصلہ پر بوویں تاکہ بڑی بڑی پھلیاں پڑیں خیال رکھیں کہ کھیت میں ناکارہ گھاس نہ اُگنے پاویں۔اور جب موسم خشک ہو تو دو ہفتہ بعد پانی دیدیں۔موسم گرما کے شروع میں پتے زرد پڑ جاتے ہیں۔ اور مرجھا کر گر پڑتے اس وقت لسن زمین سے کھودے جا سکتے ہیں +

ولایتی پیاز

ولایتی پیاز کو بالعموم انگریز استعمال کرتے ہیں اور انہیں کی خاطر باغیچوں میں بویا جاتا ہے۔ اس کے نرم ڈنٹھل جب وہ مرجھا جاتے ہیں تو شوربوں کو خوش ذائقہ بنانے میں استعمال کئے جاتے ہیں اور نباتات کے ساتھ بھی انہیں ڈال کر اُبالا جاتا ہے
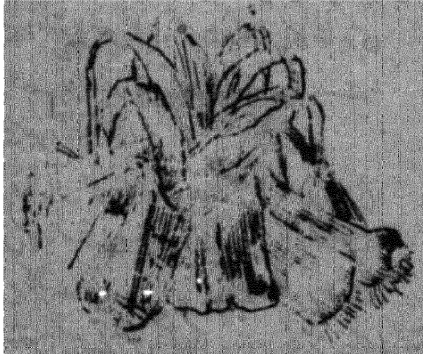
ماہران علم نباتات اسے ملک سوئٹزرلینڈ کا متوطن قرار دیتے ہیں مگر ہندوستان میں بھی یہ بونے سے پیدا ہو جاتا کہتے ہیں کہ اتنا بڑا نہیں ہوتا جیسا کہ یورپ میں ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسے سرد ملکوں میں احتیاط سے بویا جائے تو ممکن ہے

[1] پوت سے مراد لہسن کی پھانکیں ہیں ؟

کہ یورپ کے پیاز کی برابری کرے۔ ولایتی پیاز۔ ستی کیل ایک قسم کی بندگوبھی کی قائم مقامی کر سکتا ہے۔ میدانوں میں اسے ماہ ستمبر کے وسط سے نومبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں یہ شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بویا جا سکتا ہے۔ ولایتی پیاز کی یوں تو اہل یورپ نے کئی قسمیں بنا دی ہیں مگر دو تین مشہور ہیں۔

ولایتی پیاز کے بیج کھلی جگہ چھڑکواں بونے چاہئیں اور ان پر بہت ہلکا سا مٹی کا غلاف دینا چاہئے۔ جب پودے ۴ انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں ایسی کیاری میں لگا دیں جس میں اچھی طرح سے کھاد دی گئی ہو۔ اور مٹی اور کھاد ایک جان ہو گئی ہو۔ جن سوراخوں میں یہ لگائے جاویں وہ ۶ انچ گہرے ہوں۔ اور پودوں کا بھی آپس میں چھ ہی چھ انچ فاصلہ رہے خواہ انہیں لمبی قطاروں میں لگا دیں خواہ ہموار سطح پر دو ایک مہینہ تک انہیں مطلق نہ چھیڑا جائے پھر آہستگی سے گوڈائی کر کے ان کی جڑوں میں تھوڑی تھوڑی مٹی اور چڑھا دینی چاہئے۔ جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک دفعہ پانی دیں اور ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں کو پاک رکھیں۔

زیرہ

ہمارے ملک میں زیرہ کا خرچ مصالحہ کے طور پر ہوتا ہے اور اکثر کھانا جس چیز میں لگ جاتا ہے وہ خوشبودار ہو جاتی ہے اور ذائقہ بھی اچھا ہو جاتا ہے خوشبو کے لئے کشمیری زیرہ [illegible] ہے اور وہ درحقیقت گراں بھی آتا ہے۔ اگر اور پہاڑوں میں بھی زیرہ کی اصتیاط سے لگانے کی کوشش کی جائے۔ تو ممکن ہے کہ کشمیر کے ہم [illegible] پیدا ہو جائے بغیر تجربہ کے کچھ نہیں ہو سکتا۔

یہ پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا دو سال تک قائم رہتا ہے [illegible]

اسے شمالی ہمالیہ اور مشرقی یورپ کا متوطن قرار دیتے ہیں۔ بعض انگریز اپنے باغیچوں میں آرائش کے لئے زیرہ کے چند پودے لگاتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر کے درمیان بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں شروع مارچ سے اپریل کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ بیج کیاریوں میں قطاروں پر ایک انچ گہرے بولے جائیں جن کا آپس میں ۱۲ انچ کا فاصلہ ہو۔ زمین عمدہ ہونی چاہئے۔ کھاد اس وقت نہ دیں جب تک کہ یہ نہ دیکھیں کہ زمین بہت کمزور ہے۔ جب پودے دو چار انچ اونچے ہو جاویں تو چھانٹنا شروع کریں۔ اس طرح پر کہ ہر ایک پودے کا آپس میں ۹ انچ فاصلہ رہ جاوے۔ ناکارہ گھاسیں کیاریوں میں نہ اُگنے دیں۔ اور حسب ضرورت پانی دیتے رہیں۔ جب دیر میں پھل خوب طرح سے پک جاویں فصل کاٹ لیویں۔

چائیوز

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں اس نباتات کو شاذ و نادر ہی لوگ جانتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے انگلستان کا متوطن قرار دیتے ہیں۔ اس کے پتے بطور مصالحہ شوربہ میں ملائے جاتے ہیں۔ اور سرکہ میں ڈال کر بھی بطور سلاد استعمال کرتے ہیں۔ بالعموم اس کی جڑیں لگائی جاتی ہیں۔ چونکہ سوائے یورپ کے تخم فروشوں کے اور جگہ سے دستیاب نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے اسکی ہندوستان میں شاذ و نادر کاشت کیجاتی ہے۔ اور چونکہ یہ جڑیں بہت گراں آتی ہیں اس لئے ہر ایک آدمی کا کام نہیں ہے کہ اس قدر خرچ کا متحمل ہو۔ پھر یہاں اس قسم کی چیز کے شوقین بہت کم ہیں۔ پس ظاہر ہے کہ اسے بہت ہی کم لگ جانتے ہونگے اس کے بیج بھی ولایتی تخم فروشوں سے دستیاب ہونے ممکن ہیں۔

میدانوں میں اسے اکتوبر اور نومبر کے درمیان بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں اگر بیج ڈل جلویں تو انہیں گملوں میں بونا چاہیئے جن کی مٹی ہلکی ہو۔ چھ ہفتہ تک پودوں کو نہ چھیڑیں۔ پھر ان کو جڑوں سمیت اکھاڑ کر کیاریوں کی

قطاروں پر لگا دیں جن کا آپس میں ۹ انچ سے ۱۲ انچ تک فاصلہ ہو اور پودوں کا آپس میں ۲ انچ فاصلہ کافی ہے۔ وقتاً فوقتاً گڑائی کرتے رہیں۔ ناکارہ گھاس نہ اُگنے دیں۔ اور حسب ضرورت پانی دیتے رہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر ایک دفعہ پودے اُگ جاویں تو پھر ذخیرہ کافی ہو جاتا ہے اور بار بار ولایت سے جڑیں اور تخم منگوانے کی ضرورت نہیں رہتی وجہ یہ ہے کہ یہ پودا دائمی ہے ایک دفعہ لگایا ہوا سالہا سال تک قائم رہتا ہے۔

دھنیا

دھنیا ہندوستان میں عام اور مشہور چیز ہے۔ مصالحہ میں اس کا بہت خرچ ہوتا ہے۔ چٹنیوں میں بھی اسے ڈالا جاتا ہے ہندو اس کے پتوں کو کوتھمیر کہتے ہیں دھنیا ادویات کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ عالمان علم نباتات اسے جنوبی یورپ کا متوطن قرار دیتے ہیں۔

دھنیا معمولی زمینوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کی کاشت کے لئے کوئی بڑا تردد نہیں کرنا پڑتا۔ میدانوں میں اسے شروع ماہ اکتوبر سے نومبر کے آخر تک بو سکتے ہیں بڑی بڑی کیاریوں میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر قطاریں بنا لی جاتی ہیں اور بیج چھڑک کر بو دیں اگر دھنیے کے دانوں کے لئے کاشت کی جائے تو پودوں کی چھنٹائی کر دینی چاہئے تاکہ عمدہ طور سے نشو و نما ہو [illegible] کے لئے بو اگر [illegible] تو چھنٹائی کی کوئی ضرورت نہیں ہے

[illegible]

ہالوں

ہالوں کے بیج نہایت چرپرے ہوتے ہیں اور چٹنی اور مصالحے کے طور پر
استعمال کئے جاتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے ٹکسٹارس کا متوطن قرار
دیتے ہیں۔ مگر ہمیشہ سے اس پودے کی ہندوستان میں کاشت ہوتی رہی ہے۔
اس کے بیج کیاریوں میں چھڑک کر ان بونے چاہئیں۔ زمین کسی قدر ہری ہے
بیجوں کو سورج کی تیزی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اگر [illegible] بونے [illegible]
ہو تو چھوٹے دو تین انچہ
[illegible] تو اس طرح
سے چھانٹ دیں کہ پودوں کا
آپس میں ۲ انچہ فاصلہ رہ
جاوے۔ اگر موسم خشک ہو
تو ہفتہ میں ایک مرتبہ
پانی دیں اور ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں کو پاک رکھیں۔
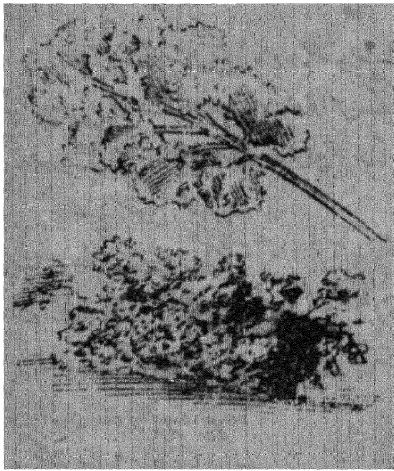
سویا

سویا ہندوستان میں ایک عام نباتات ہے۔ ہندوستانی اسے پالک میتھی
وغیرہ میں ملا کر ساگ کے طور پر بناتے ہیں یا خشک بھجیا بنا لیتے ہیں اسے ہاضمہ کیلئے
بہت مفید خیال کیا جاتا ہے۔ خوشبو بھی خوشگوار ہوتی ہے۔ انگریز اسے اپنے

باغیچوں میں کسی قدر آرائش کے خیال سے بھی لگتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے جنوبی یورپ کا مستوطن ظاہر کرتے ہیں۔ سوئے کے تخم ادویات میں بھی استعمال ہوتے ہیں۔
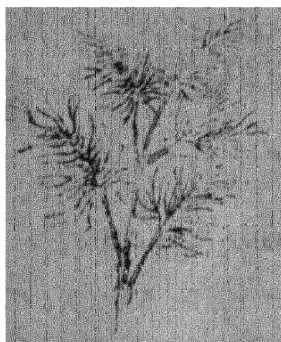
میدانوں میں اسے شروع اکتوبر سے نومبر کے اخیر تک بوسکتے ہیں اور پہاڑوں میں مارچ کے وسط سے مئی کے آخر تک بوتے ہیں یہ پودا ہرایک معمولی زمین میں اور نباتات پیدا ہو سکتی ہیں عمدگی سے نشوونما ہوتا ہے اور اس کی کاشت کیلئے بہت تردد نہیں کرنا پڑتا کیاریوں میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر قطاریں بنا کر بیج بونا چاہیئے جب پودے دو تین انچہ اونچے ہو جاویں تو ان کو چھانٹ دینا چاہیئے ناکارہ گھاس کیاریوں میں نہ اُگنے دیں اور حسب ضرورت پانی دیں جب فصل بہت اچھی طرح سے تیار ہو جاوے تو کاٹ لیں اگر صرف سوئے کے پتے لینے ہوں تو چھانٹنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے۔

مارجورم

مارجورم ایک انگریزی مسالہ ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں اس کے تازہ خشک دونوں طرح کے پتے بطور خوشبودار مسالہ کے استعمال کیئے جاتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے یورپ کے مختلف حصص کا مستوطن قرار دیتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بوسکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں مارچ سے لیکر جون کے وسط تک بوتے ہیں ماہ اکتوبر میں گملوں میں اس کے بیج بو دینے چاہئیں۔ اور جب پودے کسی قدر بڑے ہو جاویں تو اُن کو گملوں سے اکھاڑ کر کیاریوں کی قطاروں پر لگا دیں۔ جن کا آپس میں فاصلہ ۱۲ انچ ہو اور پودوں کا فاصلہ آپس میں نو انچ کافی ہے۔ اگر ضرورت ہو تو ان کو پھر علیحدہ علیحدہ گملوں

میں لگا سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا سالہا سال تک قائم رہ سکتا ہے
مگر تاہم بہتر یہی ہے کہ ہر سال تازہ بیجوں سے اس کی کاشت کیجائے پودا پھولنے پر آوے
تو فوراً اسکے سرے کو کاٹ کر سایہ میں خشک کرلیں۔ اور بوتلوں میں بھر رکھیں یہ پودا
میدانوں کی نسبت پہاڑوں پر بہت عرصہ تک عمدہ حالت میں رہ سکتا ہے اسلئے ضروری نہیں ہے کہ ہر سال
نئے بیج بوئے جاویں اگر نئے پودے بھی لگانے منظور ہوں تو قلمیں برسات کے موسم میں کسی نئی جگہ لگا دیں

رائی۔ سفید رائی

رائی کا ہمارے ملک میں زیادہ خرچ اچاروں میں ہوتا ہے اور بھی کئی چیزوں میں
استعمال ہوتی ہے۔ ماہرین علم نباتات اسے جنوبی یورپ اور مغربی ایشیا کا وطن قرار
دیتے ہیں انگریز اس کے سبز پودے سے سلاد (سرکہ کی چٹنی وغیرہ) کا کام لیتے ہیں۔
ان کو گملوں اور بکسوں میں بو دیتے ہیں اور جب پودے انچ دو انچ اونچے ہو جاتے
ہیں۔ تو کاٹ کر استعمال میں لاتے ہیں۔

اس پودے کی کاشت میں کچھ زیادہ تردد نہیں کرنا پڑتا۔ اگر رائی کی دانوں کی خاطر
کاشت کی جاوے تو اسے عمدہ طریقے سے کیاریاں بنا کر قطاروں پر بونا چاہئے جن کا
آپس میں ... فاصلہ ہو جب بیج پھوٹ آویں۔ اور پودے دو تین انچ اونچے
ہو جاویں تو چھانٹ دیں تاکہ ہر ایک پودے کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ رہ جاوے
... گھاس ... نہ اگنے دیں۔ اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی
دیدیں۔ میدانوں میں یہ ہر موسم میں بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں میں ماہ مارچ سے
ستمبر تک بونا چاہئے۔ موسم برسات میں رائی کے پودوں کو سایہ کی ضرورت ہوتی ہے

پودینہ

ہمارے ملک میں بالعموم چٹنی کی خاطر بویا جاتا ہے۔ مگر دوا کے لئے ...
[illegible]

سال تک چلا جاتا ہے۔ خشک ہو کر بھی اپنے موسم پر ہرا ہو جاتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ سپی ارمنٹ۔ پیپرمنٹ وغیرہ۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ انگریزی پودینہ جسے سپی ارمنٹ کہتے ہیں اس کا پتہ چکنا اور بہت تیز۔ ... کی شکل کا ہوتا ہے۔ رڈ نکمنڈ پہاڑ واقع صوبہ مدراس میں یہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہاں سے لاکر اسے میدانوں میں لگایا گیا مگر وہ بات نہیں ہے جو پہاڑ پر تھی۔ اس کی کاشت جڑوں سے کی جاتی ہے جہاں پودینہ پہلے سے لگا ہوا تھا وہیں سے جڑوں سمیت تھوڑا اکھاڑ لیا اور قطاروں پر لگا دیا قطاروں کا فاصلہ آپس میں ایک فٹ ضرور رہنا چاہئے تاکہ پودینہ خوب پھیلے اور جڑیں چھ چھ انچ کے فاصلہ پر گاڑنی چاہئیں۔ راکھ اور بکری بھیڑوں کی مینگنیاں خشک کرکے پودینہ کی کیاری میں ڈالنی بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں لگاتے ہیں اور پہاڑوں پر موسم بہار کے آغاز پر۔ اگر جڑیں نہ ملیں تو بیجوں سے بھی یہ پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ عمدہ اور بھاری زمین کو بہت پسند کرتا ہے۔ احتیاط رکھیں کہ ناکارہ گھاس اس کے ساتھ شریک نہ ہو جاویں اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک دو مرتبہ پانی دیتے رہیں۔ بعض اشخاص گملوں میں بھی پودینہ لگا دیتے ہیں مگر ان میں یہ زیادہ پھیل نہیں سکتا۔ ہم نے اسے اپنے چھوٹے سے باغیچہ میں لگایا ہے گلاب کے درخت اس کے پاس ہیں۔ پودینہ کی بعض شاخیں اس قدر بڑھی ہیں کہ گلاب کی چوٹی تک چڑھتی چلی گئی ہیں۔ ایک ایک شاخ ڈیڑھ ڈیڑھ گز سے کم نہ ہوگی۔

کلونجی

کلونجی ہندوستان میں ایک عام شے ہے۔ طالبان علم نبات کی رائے ہے کہ

یہ پودا ملک مصر اور جنوبی یورپ کا متوطن ہے خواہ وہ کچھ کہیں۔ ہندوستان میں قدیم الایام سے اس کی کاشت ہوتی ہے۔ اس کے دانے خوشبودار ہوتے ہیں۔ اس لئے مصالحہ میں کام آتے ہیں اور ادویات میں بھی برتے جاتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر کے شروع سے نومبر کے وسط تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں میں شروع اپریل سے مئی کے آخر تک۔ کیاریوں میں اسے ہموار قطاروں پر بو سکتے ہیں۔ جن کو آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو۔ جب تخم پھوٹ کر اچھے دو اینچ اونچے ہو جاویں تو انہیں چھانٹ دینا چاہیئے۔ اس طرح پر کہ ہر ایک پودے میں ۲ انچ کا فرق ہو جاوے تا کارہ گھاس میں کیاریوں میں نہ اُگنے دیں۔ اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیں +

گندنا

گندنے کی کاشت اس کی گٹھوں کے لیئے کیجاتی ہے ہوا اس کی جڑ میں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کا استعمال لہسن کے طور پر ہوتا ہے۔ عالمان علم نباتات اسے فلسطین کا متوطن قرار دیتے ہیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر کے درمیان بو سکتے ہیں اسے ہلکی مگر عمدہ زمین بہت مرغوب ہے۔ کیاریوں میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر قطاریں بنا کر اس کی گٹھوں کو چھ چھ انچ کے فاصلہ پر بوتے ہیں۔ علاوہ گٹھوں کے اسے تخم سے بھی کاشت کر سکتے ہیں۔ موسم گرما کے شروع میں اسے زمین سے کھود سکتے ہیں یا وہیں چھوڑ سکتے ہیں۔ حسب ضرورت جب چاہیں نکال سکتے ہیں۔ فرمنجر صاحب فرماتے ہیں کہ اس ملک میں انگریز اسکو ہستی سے بہت کم واقف ہیں۔

کھٹا پالک

یہ ایک قسم کا ولایتی پالک ہے۔ انگریز اسے سلاد کے طور پر استعمال کرتے ہیں اگر ہندوستانی معمولی پالک کے طور پر اسے بنا لیتے ہیں اس کی کئی قسمیں ہیں فرنچ سارل

مشہور ہے اور اس کی خوشبو بہت اچھی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر فے برٹا نر صاحب لکھتے ہیں کہ انہوں نے اسے کلکتہ میں اپنے باغ میں لگایا تھا۔ عمدہ پیدا ہوا گر اسے سایہ درکار ہے۔ جب ولایت میں بھی اسے سایہ کی ضرورت ہے تو اس جگہ تو لازمی ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ سایہ کے رخ کیاریوں میں قطاریں بنا کر جن کا فاصلہ آپس میں ایک ایک فٹ ہو۔ اس کے بیج تھوڑے تھوڑے چھڑک دیں جب پودے نکل آویں تو انہیں چھانٹ دیں تاکہ پودوں کا آپس میں تین یا چار انچ فاصلہ رہجاوے۔ ناکارہ گھاس نکھاڑتے رہیں اور جب موسم خشک ہو تو ہفتہ ہی میں ایک مرتبہ پانی دیدیں۔ پہاڑوں پر قطاروں کا فاصلہ آپس میں ۱۵ انچ ہونا چاہیئے۔ اور پودوں کے درمیان ۱۲ انچ کا فرق کافی ہے۔ فرسنجر صاحب لکھتے ہیں کہ شوربوں میں اسے مصالحہ کے طور پر استعمال کرنا چاہیئے بہت نفیس شے ہے۔

پالک

پالک ہندوستان میں ایک عام ساگ ہے۔ اس کی بھجیا کر کے بھی کھاتے ہیں اور دالوں کے ساتھ بھی پکاتے ہیں۔ مریضوں کے لئے اطباء بھی اکثر اسے تجویز کرتے ہیں۔ عالمان علم نباتات اسے شمالی ایشیا کا متوطن قرار دیتے ہیں اس کی کئی قسمیں ہیں مگر مشہور دو قسمیں ہیں۔

میدانوں میں اسے وسط ستمبر سے نومبر کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں پر شروع مارچ سے جون کے وسط تک۔ اگر اسے سایہ کے رخ بویا جاوے تو بہت اچھا ہے۔ کھلے میدانوں میں بھی یہ عمدگی سے پیدا ہوتا ہے کیاریوں میں قطاریں بنا کر جن کا آپس میں ۱۲ سے ۱۵ انچ تک فاصلہ ہو بیج بونے چاہئیں۔ جب پودے دو تین انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں چھانٹ دیں تاکہ

اچھی طرح سے نشو و نما ہوں۔ آٹھویں دسویں دن زمین کو گوڑتے رہیں اور پانی دیتے رہیں جب پودے پھولنے کے آثار ظاہر کریں تو فی الفور سروں کو نوچ ڈالیں۔ ہر سال عمدہ اور تازہ بیجوں سے کاشت کریں۔

سیلتی

یہ ایک ولایتی نباتات ہے جسے انگریز استعمال کرتے ہیں۔ اس کی کئی قسمیں ہیں مگر مشہور چند ہیں۔ بنگال میں بھی ایک قسم کی سیلج پیدا ہوتی ہے۔ اور بہت کچھ ولایتی سیلج کے مشابہ ہے۔ مگر وہ بات نہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۸۹۰ء میں اسے کلکتہ کے سرکاری باغ میں بویا گیا تھا۔ اور پانچ برس تک اس میں پھول نہیں آیا۔ اصل ولایتی سیلج کا یہاں موسم گرما اور برسات میں قائم رہنا نہایت مشکل ہے یہ پودا نہایت نازک ہے اور بہت احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ جس زمین میں یہ بویا جائے اس میں خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ اس میں ایسا نشیب تو نہیں ہے جو برسات کا پانی کھڑا رہیگا۔ تو پودے برسات میں ہی سڑ جائیں گے۔ اس کے لئے زمین عمدہ چاہیئے جس میں کافی قدر ریت کا حصہ ہو۔

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں شروع مارچ سے مئی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ پہلے اس کے بیج گملوں میں بونے چاہیئے جب

پودے تین یا چار انچ اونچے ہو جاویں تو پھر یا تو دوسرے گملوں میں لگا دیں یا کیاریوں
میں لگا دیں۔ نومبر یا دسمبر میں اس کی قلمیں کے ذریعہ بھی لگا سکتے ہیں۔ پودوں کو قطار
پر لگانا چاہیئے۔ جن کا فاصلہ آپس میں آٹھ انچ ہو۔ اور پودوں کا آپس میں ایک
ایک فٹ فاصلہ کافی ہے۔ پہاڑوں میں اس پودے کی بیج اپریل یا موسم برسات
میں بونی چاہئیں۔

تھائم

تھائم ایک ولایتی نباتات ہے جو خوشبودار اور ذائقہ کے لیے برتی جاتی ہے
عالمان علم نباتات اسے جنوبی یورپ کا متوطن قرار دیتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب
لکھتے ہیں کہ کلکتہ کے سرکاری باغ میں یہ بیس سال سے زیادہ عرصہ تک بغیر
شگوفہ نکالے اُگتا رہا۔ فرمنجر صاحب کا قول ہے کہ انہیں اس پودے کو موسم گرما
اور برسات میں بحال رکھنے میں سخت دقت پیش آئی۔ وہ کہتے ہیں کہ انجام میں
میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ماہ اکتوبر میں اس کے بیج بوئے جاویں۔ اور موسم
گرما کے شروع میں پودوں سے پتے توڑ کر سایہ میں خوب خشک کر لئے جاویں
اور پھر بوتلوں میں بند کر کے اچھی طرح سے کاگ کا ڈاٹ لگا دیں۔ جب ضرورت
نکال کر استعمال کریں۔

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر وسط مارچ سے
مئی کے آخر تک لگا سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ گملوں میں بو کر سایہ کے نیچے رکھیں۔ ان میں
ذرہ دار دریائی ریت پتی کی کھاد اور باغیچہ کی مٹی مساوی مقدار میں بھر دیں۔ تھوڑا تھوڑا
پانی دیا کریں۔ جب پودے دو تین انچ اونچے ہو جاویں تو انہیں دوسرے گملوں میں
تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر لگا دیں۔ مگر ان گملوں میں بھی وہی ہر سہ اشیا مساوی وزن
میں بھر دیں۔ جب یہ کچھ اور بڑے ہو جاویں تو تیسری مرتبہ بڑے گملوں میں ہی فی گملہ چار
پودے انہیں منتقل کر دیں۔ منتقل کے دن تھوڑا سا پانی دیا کریں گملے سایہ کے نیچے رکھے جاویں

موسم گرما کے شروع میں سرے کاٹ کر سایہ میں خشک کر کے بوتلوں میں بھر لیں ایک ہی پودے کئی سال تک قائم نہیں رہ سکتے بہتر ترکیب یہی ہے کہ ہر سال ان کو بویا جائے +

پہاڑوں میں موسم بہار کے آغاز میں گملوں میں بیج بودیں اور ایک سال تک انہیں ان میں رہنے دیں پھر گملوں میں سے نکال کر زمین میں لگا دیں جب تک پودے گملوں میں رہیں کسی قدر سایہ میں سایہ میں رکھیں جب زمین میں لگا دیں تو سایہ کا نام تک پاس آنے دیں زمین عمدہ انتخاب کریں جس میں ناکارہ گھاسیں اور جھاڑیاں نہ ہوں +

پیاز

پیاز ہندوستان میں ایک نہایت مشہور چیز ہے اس ملک کے ہر حصہ میں پایا جاتا ہے اگرچہ اہل ہنود کا ایک حصہ اسے استعمال نہیں کرتا مگر باقی تمام قومیں اسے شوق سے کھاتی ہیں زیادہ تر یہ مصالحہ میں ڈالا جاتا ہے مگر اور کئی طرح سے بھی برتا جاتا ہے اس کا اچار ڈالتے ہیں سرکہ میں ڈالکر کھاتے ہیں دالوں میں داغ کیا جاتا ہے چٹنیوں کے ساتھ پیسا جاتا ہے بہت سے شوقین آدمی اس کی ترکاری بھی بنواتے ہیں +

عالمان علم نباتات اسے ملک افریقہ کا متوطن قرار دیتے ہیں مگر دنیا کے تمام حصوں میں زمانہ قدیم سے اس کی کم و بیش کاشت ہوتی رہی ہے میدانوں میں پیاز کو وسط ماہ اکتوبر سے نومبر کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ ہندوستان میں پٹنہ کا پیاز اور بمبئی کا پیاز بہت مشہور ہے۔ مگر مصری پیاز سب سے سبقت لیگیا ہے اگر مصر سے اس پیاز کے تخم بحفاظت تمام منگوا کر کاشت کریں تو امید ہے کہ کامیابی ہوگی بڑی خرابی یہ ہے کہ پیاز کے بیج بہت جلد خراب ہو جاتے ہیں اس لئے نہایت احتیاط سے کام لینا چاہئے

پیاز عمدہ اور کھلی زمین کو پسند کرتے جس میں کسی قدر ریت کا جزو ہو اور اس میں کھاد اچھی طرح سے دی گئی ہو۔ چونکہ پیاز کی جڑیں بہت گہرائی تک نہیں جاتیں اسلئے گہرائی کھدائی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیاریوں میں کھاد مجموعی دے کر مٹی کے ساتھ ملک جان کر دیں تا کہ چھ چھ انچ گہرائی تک کھاد اور مٹی ایک ہو جاویں۔ کھاد مجموعی ایسی

لینی چاہیئے۔ جو خوب سڑی ہوئی ہو۔ اگر اُپلوں اور لکڑی کی راکھ کا بھی جزو شامل
کر دیا جاوے تو مفید ہے۔

پیاز کے بیج کیاریوں کی قطاروں پر جن کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو
چھڑکواں بونے چاہئیں۔ اور ہلکا سا اوپر سے مٹی کا غلاف دیویں۔ اس کے بونیکا
بہترین موسم ۱۵۔ اکتوبر سے یکم نومبر تک ہے۔ جب بیج پھوٹ کر چھوٹے چھوٹے
پودے نکل آویں تو انہیں چھانٹنا شروع کریں اس طرح پر کہ پودوں میں آپس میں
۴ یا ۵ انچ کا فاصلہ رہجاوے ان پودوں کو کچھ دنوں بعد کسی دوسری جگہ بھی اکھاڑ
کر لگا سکتے ہیں مثلاً اگر اور کسی
نباتات کی کیاریوں میں اسکو
ایک ساتھ لگانا منظور ہو یا
کوئی فالتو جگہ رہ گئی ہو اسمیں
لگانے کی ضرورت ہو تو انکو
اکھاڑ کر لگا سکتے ہیں جو پیاز
کے پودے وسط جنوری سے
پہلے ایک جگہ سے اکھاڑ کر
دوسری جگہ لگائے جاتے ہیں
وہ موسم گرما کے آغاز میں پھولنے لگ جاتے ہیں اس لیئے ان سے عمدہ پیاز کے
گٹھیوں کی توقع نہیں رکھ سکتے۔
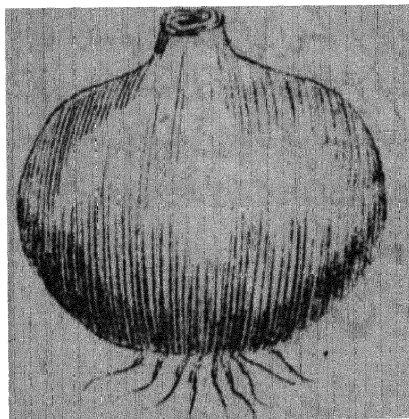
پیاز کے کھیتوں یا کیاریوں کو ناکارہ گھاسوں سے پاک رکھیں اور جب موسم
خشک ہو تو ہفتہ میں ایک دو مرتبہ پانی دیدیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابھی پیاز کی گٹھی
آدھی ہی ہوتی ہے کہ پتے زرد ہو کر مرجھانے لگتے ہیں جب یہ صورت نظر آوے تو
فی الفور لکڑی یا اُپلوں کی راکھ سطح کیاریوں پر ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ ڈالیں
بعد پھر پانی دیں۔ جب پیاز کی گٹھیاں پوری جسامت کو پہونچ جاییں تو پانی دینا

کم کر دیں۔ جب پتے زرد اور خشک ہونیکے آثار ظاہر نہ کریں تو ان کا جوڑا سا باندھ
دیں تاکہ وہ زمین کی طرف کو ڈھلی ہو کر جھک پڑیں۔ جب پتے بالکل خشک ہو جاویں
تو فصل کھود لیں۔ پیاز کو پہلے خوب دھوپ میں خشک کر لیں پھر کمروں اور بوریوں
میں بھر لیں ورنہ سیاہی مائل ہو جاویں گے۔

اگر پیاز کی عمدہ قسم پیدا کرنے ہوں تو بہت بڑے بڑے اور صحیح و سالم پیاز رکھ
چھانٹ کر ماہ اکتوبر میں کیاریوں کی منڈیروں پر جن کا آپس میں دو فٹ فاصلہ ہو
بو دیں اور گٹھو آپس میں ۱۸ انچ کا فاصلہ رکھیں۔ پھوٹنے سے پہلے انکی چوٹی کو تیز چاقو
سے کتر کر پھینک دیں۔ اس ترکیب سے بہت بڑھیں گے۔ اور پھول اچھے آئیں گے
اور تخم کار نہایت عمدہ بیج پڑیں گے۔ ... صاحب لکھتے ہیں کہ اگر ممالک غیر کے
بیجوں سے کاشت کرنی منظور ہو تو پہلے بیج کو ناندوں یا بکسوں وغیرہ میں بونا چاہیئے
اور پھر جب پودے تین چار انچ کے ہو جائیں تو باقاعدہ کیاریوں میں لگا دیں
مگر گہرا نہ بو دیں۔ پانی ہفتہ میں دو تین مرتبہ دیتے رہیں۔

موسم گرما کی ترکاریاں

کدو سیتا پھل

کدو سیتا پھل کو سیتا پھل اور کشہرا بھی کہتے ہیں۔ ہندوستانی الاصل ترکاری
ہے۔ اور بکثرت سے استعمال کی جاتی ہے۔ اہل ہنود میں اس کا بہت رواج ہے انگریز بھی
اسے اُبال کر کھاتے ہیں کدو جب پک کر سرخ ہو جاتا ہے تو اس کا حلوا بہت اچھا بنتا ہے
یہ کچا بھی کھایا جاتا ہے اور جب پک کر سفیدی مائل سرخ پڑ جاتا ہے تو اسے توڑ توڑ کر
ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھر لیتے ہیں اور موسم سرما میں کاٹ کاٹ کر بیچتے ہیں اور سالم
بھی بہت بک جاتے ہیں بعض بعض کدو بڑے مٹکوں کے برابر ہو سکتے ہیں بعض کدو

چپٹے ہوتے ہیں اور بعض گول۔ بہت سے کدو چھانٹ کر خشک کرنے کے لئے لٹکا دیئے
جاتے ہیں۔ اور ان کے ستار و مجیرہ کے لئے تونبے بنائے جاتے ہیں۔ سبز کدو کا چھلکا
سفیدی مائل سبز ہوتا ہے۔ جب کاٹا جاتا ہے تو اسکے اندر ریشوں میں لپٹے ہوئے
بیج ہوتے ہیں۔ جن کو نکال کر پھینک دیا جاتا ہے ۔

میدانوں میں سے شروع ماہ فروری سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں اور
پہاڑوں پر ماہ مارچ کے وسط سے جون کے اخیر تک بوتے ہیں۔ ہندوستانی اسکی دو فصلیں
قرار دیتے ہیں ایک گرمی اور ایک برسات کی۔ گرمی کی فصل کی بیلیں بہت پھیلتی ہیں
اور کدو زمین پر لگے رہتے ہیں۔ برسات کی فصل کیلئے پانی دینے کی ضرورت ہے ورنہ بیلیں
پانی کی بہتات کی وجہ سے سڑنے لگتی ہیں۔ چھپروں اور کوٹھوں پر چڑھا دینا بہت مناسب ہے

کدو باغیچوں [illegible] کھیتوں کی عام زمینوں میں پیدا ہو جاتا ہے اگر ایسے میلے کیاروں میں
عمدہ طرح سے کھاد مجموعہ ڈالدی جاوے تو بہت بڑے کدو پیدا ہوتے ہیں کدو کی فصل گرما
فروری سے اپریل کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور فصل برسات ماہ جون کے وسط سے جولائی کے وسط تک
بو سکتے ہیں ۔

بعض اس کے بیج گھنے ایک کیاری میں بو دیتے ہیں اور جب دوسری تیسری پتیاں نکل
آتی ہیں اسوقت پانچ پانچ چھ چھ فٹ کے فاصلہ پر اکھاڑ کر لگا دیتے ہیں مگر عام قاعدہ یہ ہے
کہ پانچ پانچ چار چار بیج اکٹھے اس طرح سے بوتے ہیں کہ ڈھیر بنے ہوئے اکھاڑنے نہ پڑیں۔
جب پودے نکل آتے ہیں تو کمزور پودوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتے ہیں اور مضبوط دیکھ کر رکھ لیتے
ہیں۔ بونے وقت فاصلہ کا خیال رکھتے ہیں جو چھ فٹ کے قریب ہو تو بہتر۔ فصل گرما کو
خوب پانی دیتے ہیں اور اسوقت تک نالیوں [illegible] میں اکھاڑتے رہتے ہیں جبتک بیلیں بالکل
زمین کو ڈھانپ لیں۔ فصل برسات کے لئے پانی کی نہایت ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے اکثر بیلیں
چھپروں اور جھونپڑیوں پر چڑھائی جاتی ہیں۔ بیج بوتے وقت اس امر کی تمیز کی کوئی
ضرورت نہیں کہ یہ بیج فصل گرما یا فصل برسات کے ہیں ۔

پہاڑوں پر کدو کی تمام قسمیں بہت عمدگی سے نشو و نما ہوتی ہیں۔ تین ہزار سے

چار ہزار فیٹ تک کی بلندی پر فصل گرما بغیر ٹیک کے پیدا ہوتی ہے کسی سہارے کی ضرورت نہیں اور فصل برسات کی بیلیں اتنی بلندی پر چھپروں یا ٹیکوں پر چڑھانی پڑتی ہیں۔ لیکن پانچ ہزار سے چھ ہزار فیٹ تک کی بلندی پر کدو کی فصلوں کے لئے مطلق ٹیک دینے کی ضرورت نہیں۔

ولایتی کدو

ولایتی کدو بھی کدو کی ایک قسم ہے جسے انگریز بہت استعمال کرتے ہیں اس کا رنگ سبزی مائل سفید ہوتا ہے اور کلا... چکر دار ہوتے ہیں اسے بہت پکنے نہیں دینا چاہیئے ورنہ لکڑی کی طرح سخت ہو جاتا ہے۔ اور صرف بیج ہی بیج اندر رہ جاتے ہیں فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ بقول ایک نامہ نگار کے امریکہ میں اس کی بہت کاشت کی جاتی ہے اور اس کی کئی قسمیں ہیں مگر بتائے پر سب کا ذائقہ قریب یکساں ہو جاتا ہے وہاں قطاروں پر ہاتھ سے سوراخ کرکے دو دو تین تین بیج ڈال دیتے ہیں۔ فاصلہ معقول رکھتے ہیں
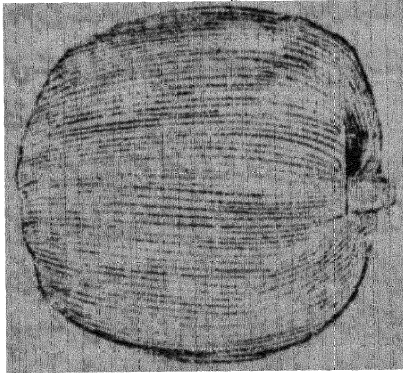
تاکہ بیلیں خوب بڑھیں۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ جنوبی بنگال میں ولایتی کدو ماہ اکتوبر کے آخر میں بویا جاتا ہے۔

میدانوں میں اسے ماہ فروری کے وسط سے اپریل کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں پر مارچ کے وسط سے جون کے وسط تک بو سکتے ہیں کیاریوں یا کھیتوں میں چھ چھ فیٹ کے فاصلہ پر ہاتھ سے سوراخ کرکے تین تین چار چار بیج بو دیں۔

۔ادگ آ دیں تو کمزور چھانٹ دیں ۔۔۔ ہونے دیں ۔ اگر سب یکساں ہوں تو دو ایک نکال دیں ۔ مگر یہ خیال رہے کہ جہاں بیج بوئے جاویں اس جگہ کھاد خوب اچھی طرح سے ڈالی گئی ہو ۔ ولائیتی کدو کی بیلوں کو ٹیک دینے کی کچھ ضرورت نہیں ہے

پیٹھا

پیٹھا ۔ بھی کدو کی ایک قسم ہے ۔ گرچہ ترکاری کے طور پر بہت کم استعمال ہوتا ہے ۔ اس کے مغز کی نہائیت لذیذ اور نفیس مٹھائیاں طیار ہوتی ہیں ۔ اور بڑیاں بنانے میں بہت برتا جاتا ہے ۔ مذہبی خیال سے بہت سے اشخاص اس کو اپنے ہاتھ سے توڑتے نہیں ۔ اور کئی مذہبی رسوم میں یہ کام آتا ہے ۔ اس کی بیلیں بہت دور دور تک چڑھ جاتی ہیں ۔ پیٹھا شروع شروع میں رونگٹے دار ہوتا ہے ۔ مگر جوں جوں بڑھتا جاتا ہے ۔ ویسے ہی چکنا ہوتا جاتا ہے ۔ اس کا چھلکا باہر سے سفید ہوتا ہے ۔ سہارنپور کے پاس بکثرت ہوتا ہے ۔

میدانوں میں یہ ماہ مئی کے وسط سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں ۔ اور پہاڑوں پر پیدا نہیں ہوتا ۔ بنگال میں اس کی بیلیں لوگ چھپر اور چھتوں پر چڑھا دیتے ہیں ۔ مگر سہارنپور میں بغیر کسی ٹیک کے زمین پر بہت اچھا پیدا ہوتا ہے ۔ اس کے لئے زمین ایسی انتخاب کرنی چاہئے ۔ جس میں کسی قدر ریت کا بھی جزو شامل ہو ۔ پانچ فٹ کے فاصلہ پر ہاتھ سے سوراخ کر کے پانچ پانچ چار چار بیج بو دیں ۔ جب پھوٹ آویں تو کمزور اکھاڑ دیں اور مضبوط رہنے دیں ۔ یا حسب ضرورت چھانٹ ۔۔۔ ہوئی کھاد خوب بونے سے پہلے کیاریوں میں ڈال دیں ۔ یا اگر زمین پہلے سے طاقتور ہو تو کھاد کی ضرورت نہیں جب تک بیلیں زمین کو ڈھانپ نہ لیں تب تک ۔۔۔

گھاسوں کو اکھاڑتے رہیں۔ کبھی کبھی بیلوں کو اٹھا کر دیکھ لیں کہ پتے کسی وجہ سے سڑتے تو نہیں۔ کیڑے مکوڑوں کا خیال رکھیں کہ کھیت یا کیاریوں میں دخل نہ پاویں۔

لوکی

لوکی جسے کھیا بھی کہتے ہیں۔ کدو کی ایک ملائم قسم ہے۔ اور ہندوستان میں ہر جگہ بافراط پائی جاتی ہے۔ لوکی کی بیل چڑھتی ہے۔ اور پھیلتی ہے۔ باہر سے اس کا رنگ سفیدی مائل سبز ہوتا ہے۔ اندر سے سفید گودا نکلتا ہے۔ اور بیج بہت نرم ہوتے ہیں۔ جب لوکی اعتدال سے زیادہ دیر بیلوں میں لگے رہنے دی جاتی ہے۔ تو اس وقت وہ پک جاتی ہے۔ اور کھانے کے کام کی نہیں رہتی۔ بعض لوکیاں گول ہوتی ہیں اور بعض لمبی بوتل نما۔

میدانوں میں اسے شروع مارچ سے ماہ جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں اسے شروع اپریل سے مئی کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ لوکی ہر ایک ایسی زمین جس میں نباتات پیدا ہوتی ہے۔ باسانی نشوونما ہو جاتی ہے۔ مگر ایسی زمین کو بہت ہی پسند کرتی ہے۔ جس میں کسی قدر ریتو جزو ہو اور خوب کھاد دی گئی ہو۔ بونے کا طریقہ وہی معمولی ہے۔ جو کدو اور پیٹھے کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کی بھی دو فصلیں ہوتی ہیں۔ ایک فصل گرما اور ایک فصل برسات فصل گرما کو خوب پانی دینا چاہیئے۔ یہ ہموار زمین پر بوئی جاتی ہے۔ مگر فصل برسات کو قطاروں پر بونا چاہیئے۔ جن کا آپس میں چھ چھ فٹ کا فاصلہ ہو۔ اور جب پودے پانچ چھ انچ اونچے ہو جاویں۔ تو انہیں ٹیکوں پر چڑھا دینا چاہیئے۔ دیہقانی آدمی لوکی کی بیلوں کو بالعموم موسم برسات میں اپنے چھپروں اور چھتوں پر چڑھا

بیجتے ہیں۔ پہاڑوں میں جس قطعہ میں لوکیاں بوئی جاویں۔ وہ سورج کے رخ ہونی چاہئیں +

ٹنڈے یا ٹینڈس
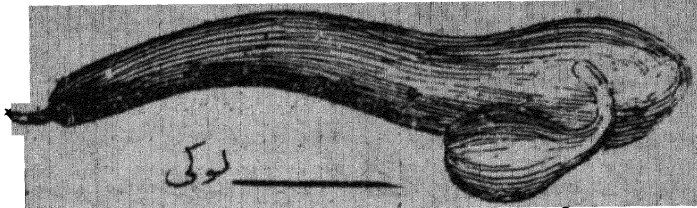
ٹینڈس یا ٹنڈے جن کو پنجابی میں ٹنڈ بھی کہتے ہیں۔ مشہور ترکاری ہے دہلی کی جانب یہ بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ مگر عام طور پر یہ چھوٹے شلجم کے برابر یا اس سے بڑے ہوتے ہیں۔ بعض بعض چھوٹے خربوزے کے برابر ہوتے ہیں۔ ان کا رنگ سیاہی مائل سبز ہوتا ہے۔ جب بیلوں میں لگنے شروع ہوتے ہیں تو ان پر کسی قدر روئیں ہوتی ہے۔ مگر جوں جوں بڑے ہوتے جاتے ہیں۔ روان چھڑ جاتا ہے۔ اس کی ترکاری بہت ترکیب سے اور مصالحہ دار بنائی جاوے۔ تو لذیذ ہوتی ہے ورنہ بدذائقہ اور پھیکی بنتی ہے۔ سنا ہے۔ کہ انگریز اسے چھیل کر ٹکڑے کرکے اور بیج نکال کر دودھ میں ابلوا کر کھاتے ہیں۔ اوپر سے نمک اور کالی مرچ چھڑک لیتے ہیں

میدانوں میں اسے وسط جون سے جولائی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن لاہور میں ٹینڈے مئی کے اخیر اور جون کے شروع میں بکثرت فروخت ہونے لگتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاہور کے گرد و نواح کے مالی بہت اگیتی فصل تیار کرتے ہیں۔ لیکن ان کا ذائقہ اچھا نہیں۔ کیاریوں میں ایک ایک کرکے فاصلے سے ہاتھ سے سوراخ کرکے تین تین چار چار بیج بو دیئے جاتے ہیں۔ اور معمولی احتیاط جو کدو اور لوکی کے ضمن میں بیان ہوئی۔ رکھی جاتی ہے

جب پودے تین چار انچ کے ہو جاتے ہیں۔ تو چھانٹ دیتے ہیں۔ تاکہ بیلیں اچھی طرح سے پھیلیں۔ ٹینڈے ایسی زمین میں بونے چاہئیں۔ جس میں کسی قدر ریت کا جزو ہو۔ اور ہلکی کھاد بھی دی گئی ہو۔ سخت زمین میں ٹینڈے نہیں پیدا ہوا کرتے۔ ڈ'فرڈ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ گجرات اور سندھ کی جانب ٹینڈے موسم گرما میں ایسے مقامات میں پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی بناوٹ بنگال کے پانوں کے گہروں سے مشابہت رکھتی ہے۔ مگر ممالک مغربی و شمالی و اودھ اور پنجاب میں ان کی کاشت معمولی طور سے زمین پر کی جاتی ہے۔ کوئی خاص تردد نہیں کیا جاتا۔

بھنڈی

بھنڈی۔ جسے اکثر بھنڈی توری بھی کہتے ہیں۔ موسم گرما اور برسات کی ہندوستان میں ایک عام ترکاری ہے۔ جب بھنڈیاں اعتدال سے زیادہ پودوں پر رہنے دی جاتی ہیں تو پک کر کھانے کے کام کی نہیں رہتیں بیج بڑے اور پوست سخت ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کی بھنڈیاں پر روئیں ہوتے ہیں۔ مگر جو بھنڈیاں امریکہ کے تخموں سے بوئی جاتی ہیں۔ ان پر رواں نہیں ہوتا۔
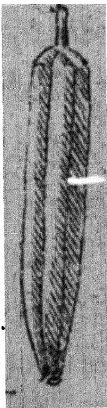
بھنڈی

میدانوں میں اسے شروع ماہ مارچ سے جولائی تک تخم بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر وسط اپریل سے جون کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ یوں تو بھنڈیاں باغیچوں کی معمولی زمین پر پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر ایسی زمین انہیں بہت مرغوب ہوتی ہے جس میں کسی قدر ریت کا جزو شامل ہو۔ اور خوب طرح کھاد دی گئی ہو پہلے کسی کیاری میں تخم بو دیئے جاویں۔ جب

پودے چار پانچ انچہ اونچے ہوجاویں. تو انہیں قطاروں پر دو دو فٹ کے فاصلہ پر لگادیں اور قطاروں میں بھی اتنا ہی فاصلہ رہنا چاہیئے۔ یا ہموار کیاریوں کی سطح پر بیج بودیں اور جب پھوٹ آویں تو چھانٹ دیں۔ اس طرح سے کہ ہر ایک پودے کا آپس میں دو فٹ کے قریب فاصلہ رہے۔ نکائی کرکے گھاس کو اکھاڑتے رہیں۔ اور گرمی اور خشکی کے دنوں میں چھٹے یا ساتویں پانی سے خبرگیری کرتے رہیں۔ پہاڑوں میں بلندی کے بوٹے کے لئے جنوب رویہ قطعہ انتخاب کریں تاکہ پودوں کو سایہ ملتا رہے۔

چچینڈے

چچینڈے ایک عام ترکاری ہے جو ایک قسم کی بڑی اور لہریہ دار سیم کی طرح ہوتے ہیں۔ اس کی بیل بہت اونچی چڑھتی ہے۔ چچینڈے پانچ چھ انچہ لمبے ہوتے ہیں۔ اسے کاٹ کر پکاتے ہیں۔ انگریز بھی اسے استعمال کرتے ہیں۔ دو قسم کے چچینڈے ہوتے ہیں۔ ایک لمبے دوسرے کسی قدر چھوٹے۔ ان کے رنگوں میں بھی کسی قدر اختلاف ہوتا ہے۔ ایک کا رنگ زردی مائل سبز ہوتا ہے۔ اور زردی اس میں سبز دھاریاں ہوتی ہیں۔

بیج قطاروں پر بوئے جاتے ہیں جن کا آپس میں ۵ یا ۶ فٹ فاصلہ ہوتا ہے۔ میدانوں میں چچینڈے وسط اپریل سے جولائی کے وسط تک بوئے جا سکتے ہیں مگر پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہوتے۔ جب پودے چند انچ اونچے ہوجاویں تو بیلیں لگادیں۔ اور کچھ عرصہ بعد بیلیں درختوں پر چڑھادیں۔ اس کی دو فصلیں ہوسکتی ہیں ایک اپریل یا مئی کے شروع میں۔ دوسری جولائی کے شروع میں بو سکتے ہیں۔ دوسری فصل سے موسم سرما میں خوب اچھے چچینڈے اترتے ہیں۔

روداسیم - تہورسیم کہاچ

سیم کی یہ دونوں قسمیں بطور بیل کے چکر کہاتی ہوئی - درختوں یا بانس کی جھنڈیوں پر چڑھتی ہیں۔ بیلیوں کیخاطر انکی کاشت کیجاتی ہے۔ کہاچ یا تہورسیم قریب ۶ انچ کے لمبی ہوتی ہے۔ انکی بیرونی سطح پر مخمل کی مانند نرم رواں ہوتا ہے اگر ان کو نرم نرم توڑکر پکایا جاوے تو ذائقہ میں فرنچ بین یعنے فرانسیسی سیم سے کم نہیں ہوتیں۔ جب پھلیاں خشک ہوجاتی ہیں تو روداسیم میں سے پانچ چھہ بیج رودے سے نکلتے ہیں۔ اور کہاچ یا تہورسیم میں سے پانچ یا چھہ تخم خاکی رنگت کے برآمد ہوتے ہیں۔

میدانوں میں۔ ان سیمونکو وسط اپریل سے وسط جون تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہوسکتیں۔ باغیچوں کی معمولی زمین میں قطاروں پر جنکا آپس میں پانچ یا چھہ فٹ فاصلہ ہو۔ انکے تخم چھہ چھہ انچہ کے فرق سے بو سکتے ہیں۔ جب پودے چار پانچ انچہ اونچے ہوجاویں۔ تو ان کے نیچے ٹیکیں لگادینا چاہیئے۔ تاکہ بیلیں بآسانی اوپر کو چڑھ سکیں جبتک بارش نہ ہو۔ تب تک ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیدیں جب بارش شروع ہو جائے۔ تو پھر زیادہ تردد کی ضرورت نہیں ہے۔ ناکارہ گہاسوں سے کیاریوں کو پاک رکھیں۔ ان سیموں کی بیلوں سے اکتوبر اور نومبر تک پھلیاں اترتی رہتی ہیں۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اگرچہ یوروپین اصحاب کو کہاچ یا تہورسیم سے کم واقفیت ہوتی ہے۔ مگر ذائقہ میں یہ نہایت عمدہ ہوتی ہے۔ رزبرگ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ سیم یوروپ کے باغیچوں کی سیموں سے کسی حالت میں کمتر نہیں ہوتی۔

مکھن سیم

مکھن سیم۔ اگرچہ ایک مرتبہ کی لگائی ہوئی۔ ہمیشہ تک قائم رہ سکتی ہے۔ مگر بالعموم ہر سال بوئی جاتی ہے۔ ولایتی سیم یا فرنچ بین سے یہ ذائقہ میں کم شمار نہیں ہوتی یہ سیم کٹار کی صورت کی ہوتی ہے۔ چھلکا اس کا نہائت ملائم اور زردی مائل سبز سا ہوتا ہے میدانوں میں اسے شروع ماہ مئی سے جون کے اخیر تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر بھی شروع مئی سے جون تک بوئی جا سکتی ہے۔ اگر عمدہ زمین پر بوئی جاوے تو کھاد ڈالنے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ کیاری میں قطاریں بنائی جاویں جن کا آپس میں پانچ سے چھ فٹ تک فاصلہ ہو۔ تخم ۶ سے ۸ انچ تک فاصلے سے بوئے جاویں۔ تو مٹر کی طرح ان کو بھی ٹیکیں دیدیں موسم برسات میں یہ پودا خوب پھیلتا ہے برسات کے خاتمہ کے قریب اسمیں پھول آنے لگتے ہیں۔ اور برسات کے بعد پھلیاں اترنے لگتی ہیں۔ جب تک زیادہ کہر اور پالا نہیں پڑتا۔ تب تک پھلیاں برابر اترتی رہتی ہیں۔

لوبیا

لوبیا ہندوستان میں ایک عام ترکاری ہے اسکے بیج نکالکر اور سکھا کر بطور دال کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ کچی پھلیاں کتر کر چھونک لی جاتی ہیں۔ یورپین اصحاب بھی اسے ابال کر کھاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی لوبئے کی چند قسمیں ہیں بعض میں جو لوبیا پیدا ہوتا ہے۔ اوسکی پھلیاں پتلی اور ملائم ہوتی ہیں۔ اور بیج بھی بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں بعض میں جو لوبیا پیدا ہوتا ہے۔ اسکی پھلیاں بہت لمبی اور بیج بڑے بڑے ہوتے ہیں

میدانوں میں اسے شروع ماہ جون سے جولائی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی کاشت بہت آسانی سے ہو سکتی ہے کیاریوں میں قطاریں بنائی جاویں جن کا آپس میں ۴ سے ۵ فٹ تک فاصلہ رہے اوران قطاروں پر چھ چھ انچہ کے فاصلہ پر بیج بونے چاہئیں۔ جب پودے چند انچہ اونچے ہو جاویں۔ تو مٹر کی طرح ان کو بھی ٹیکیں دیدینی چاہئیں۔ اگر تخم جون میں بوئے جاویں گے۔ تو موسم برسات کے وسط میں لوبیا اترنے لگیگا اور اگر جولائی کے شروع میں بیج بوئے جاوینگے تو ماہ اگست کے وسط میں لوبیا اترنے لگیگا۔

شکر قند

شکر قند یا شکر قندی۔ ہندوستان میں مشہور چیز ہے۔ لیکن بہت سے اصحاب خیال کرینگے کہ اسکو ترکاریوں کے زمرہ میں کیوں شمار کیا گیا یہ صحیح ہے۔ کہ بالعموم لوگ اسے ابال کر یا بھون کر کھاتے ہیں مگر اسکی ترکاری بھی بہت نفیس بنتی ہے۔ البتہ بنانے کی ترکیب معلوم ہونی چاہئیے۔ چونکہ اسمیں مٹھاس زیادہ ہوتی ہے۔ اسلئے مرچ اور مصالحہ زیادہ دینا پڑتا ہے شکر قند کی بیل زمین پر خوب پھیلتی ہے۔ شکر قندیاں عموماً چھ سات انچ لمبی ہوتی ہیں۔ بعض پتلی اور بعض موٹی وسط میں سے زیادہ موٹی ہوتی ہے۔ جب ابل جاتی ہیں۔ تو چھلکا اتار کر پھینکدیتے ہیں۔ اور گودا کھاتے ہیں۔ یوں تو شکر قند ہر ایک زمین پر
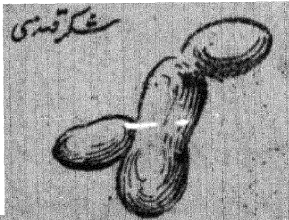
سبزی کی طرح عمدگی سے پیدا ہو سکتی۔ اور بوئی جا سکتی ہے۔ مگر ریتلی زمین میں جسپر ہلکی کھاد بھی ڈالدی گئی ہو۔ اور شکر قندیاں بہت افراط سے اور عمدہ پیدا ہوتی ہیں۔ عام طور پر اسکی کاشت قلموں سے ہوتی ہے۔ جو ایسی بیلوں سے کیجاتی ہیں۔ جو پہلے موسم میں بوئی گئی تھیں

قلمیں ایسی جگہ سے کاٹی جاتی ہیں۔ جہاں سے نئی جڑیں پھوٹ آئی ہوں اور نئے کلّے نکلے ہوں۔ یہ موسم گرما کے شروع میں نکلتے ہیں۔ اور قلموں کو کیاریوں میں ۱۸ انچ کے فاصلہ پر لگا دینا چاہئے۔ پھر خود بخود بیلیں پھیل جاتی ہیں۔ پتلی پتلی شکرقندیاں بھی ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ کے فاصلہ پر گاڑ دیتے ہیں۔ اور ان سے بیلیں بڑھ جاتی ہیں۔ بعض اس حصّہ کو بوتے ہیں۔ جو شکرقندیوں اور پودے کے موٹے تنہ کے وسط میں ہوتا ہے۔ پہلی فصل سے یہ حاصل کرکے ریت میں داب دئے جاتے ہیں اور بوائی کے وقت ان کو نکال لیتے ہیں ٭

شکرقند کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ سرخ اور سفید۔ سفید چھلکے کی شکرقند بہت میٹھی اور عمدہ خیال کی جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ شمالی ہند میں یہ قسم کم پائی جاتی ہے کلکتہ کے نواح میں اس کو بہت بوتے ہیں ٭

میدانوں میں اسے ماہ اپریل کے اخیر حصّہ سے جون کے اخیر تک بو سکتے ہیں مگر پہاڑوں پر شکرقندیاں نہیں ہوتیں۔ شکرقندیوں اور پودے کے موٹے تنہ کا وسطی حصّہ جو ریت میں داب کر رکھا جاتا ہے۔ اپریل کے آخیر سے لیکر مئی کے وسط تک بویا جاتا ہے۔ مگر قلمیں جون کے اخیر میں لگائی جاتی ہیں جبکہ ایک دو بارشیں زور شور سے ہو لیتی ہیں جب تک بیلیں سطح زمین چھا نہ جاویں۔ تب تک کھیت یا کیاری میں ناکارہ گھاسیں نہ اُگنے دیں۔ بعد ازاں زیادہ ترددکی کچھ ضرورت نہیں موسم سرما کے آغاز میں شکرقندیاں قابل استعمال ہو جاتی ہیں۔ فرمنجر صاحب کی رائے ہے کہ سرخ شکرقندیاں بہتر شمار کی جاتی ہیں مگر کئی تجربہ کار اصحاب فرماتے ہیں کہ سرخ قسم سفید کو نہیں پہنچتی۔ یوروپین اصحاب کو ابھی شکرقند کی ٹھیک قدر و منزلت معلوم نہیں ہے جب وہ اس کا زیادہ استعمال کرنے لگیں گے تو وہ اس کی ماہیت سے بخوبی واقف ہو جائیں گے ٭

بڑی سیم

بڑی سیم۔ اکثر ایک مرتبہ لگا کر اونچے اونچے درختوں پر چڑھا دیتے ہیں۔ خشک موسم پر پھلیاں اترتی ہیں۔ ہر سال لگانے کی ضرورت نہیں۔ اس کی پھلیاں شمشیر نما ہوتی ہیں۔ بعض ایک فٹ لمبی ہوتی ہیں۔ بعض کچھ کم۔ بیج ان میں سے سفید اور سرخ نکلتے ہیں۔ اگر کچی توڑی جاویں تو خاصی نرم ہیں۔ اکتوبر اور نومبر میں پھلیاں بکثرت بکتی ہیں۔ میدانوں میں وسط اپریل سے جون کے اخیر تک بو سکتے ہیں مگر پہاڑوں میں یہ پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے بونے کی یہ ترکیب ہے کہ باغیچہ میں نھاریں بنا کر جن کا فاصلہ آپس میں قریب ۵ فٹ کے ہو۔ ایک ایک فٹ کے فرق سے بیج بو دیں۔ مگر خیال رہے کہ بیج سوا انچہ گہرے بوئے جائیں۔ بونے کے پیشتر نھاروں پر اگر عمدہ سڑی ہوئی کھاد ڈال دی جاوے تو مفید ثابت ہو گی۔ بہتر یہ ہے کہ نھاروں کی مٹی اور کھاد ایک جان کر کے پھر تخم بوئے جاویں۔ جب پودے چند انچہ اونچے ہو جاویں تو مضبوط اور خشک درختوں کی لمبی لمبی چھپڑیاں یا بانس بطور ٹیک لگانے جاویں۔ یا جب بیلیں اونچی ہو جاویں تو آس پاس کے درختوں پر چڑھا دی جاویں۔ ناکارہ گھاسیں نہ اُگنے دیں۔ اور اگر کوئی ٹیک بر دی یا خراب ہو جائے تو اس کی جگہ اور لگا دیں۔ زیادہ تردد کی کوئی ضرورت نہیں۔ خشک موسم میں ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دینا چاہیے +

کریلا

کریلا۔ ہندوستان میں ایک ہردلعزیز ترکاری ہے۔ گو اس کے نام سے ہی کڑواہٹ کا خیال ہو جاتا ہے۔ مگر جس وقت ترکیب سے بنایا جاتا ہے۔ اس وقت ذائقہ میں اچھی سے اچھی ترکاریوں کو مات کر دیتا ہے۔ کریلے موسم گرما میں بکثرت استعمال میں آتے ہیں لیکن موسم برسات میں بھی کہیں کہیں چل پڑتے ہیں جن کو رشتے بھی کہتے ہیں۔ اس کی ہلکی سی بیل زمین پر پھیلتی ہے اس کی ہر سال

کاشت کی جاتی ہے جب موسم خشک ہو جاتا ہے تو بیلیں مرجھا جاتی ہیں بعض
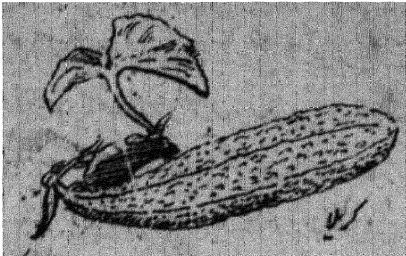
بعض کریلے سات سات آٹھ آٹھ انچ لمبے ہوتے ہیں چھوٹے کریلوں کے بیج عموماً سفید نکلتے ہیں اور بڑے کریلوں کے بیج سرخ جھلی میں لپٹے ہوئے برآمد ہوتے ہیں ان کا پیٹ چاک کرکے مصالحہ بھرا جاتا ہے مگر بیج نکال کر پھینک نہیں دئے جاتے۔

میدانوں میں کریلے شروع مارچ سے لیکر وسط ماہ جولائی تک بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں میں یہ پیدا نہیں ہوتے۔ جو کریلے مارچ یا اپریل کے شروع میں بوئے جاویں انکو ٹیک دینے کی ضرورت نہیں۔ مگر جو جون اور جولائی میں بوئے جاویں ان کو جب پودے چند انچ بڑھ جاویں۔ ٹیکوں پر چڑھا دیں۔ وجہ یہ ہے کہ برسات میں زمین پر پڑی پڑی بیلیں سڑ جاتی ہیں۔ کریلے بونے کی ترکیب سہل ہے۔ کیاریوں کو درست کرکے اچھی طرح سے کھاد مجموعہ ڈال کر مٹی اور کھاد کو ایک جان کر لیا جاوے اور پھر قطاریں بنائی جاویں۔ جن کا آپس میں فیصلہ ۵ یا چھ فٹ ہو۔ ان قطاروں پر تخم دو یا ۳ انچ کے فرق سے بوئے جاویں اگر موسم خشک ہو تو چوتھے یا پانچویں دن پانی دیتے رہیں ورنا کار گھاس کو اکھاڑتے رہیں۔

ککڑی

اگرچہ عام طور پر ککڑی کو کچی کھاتے ہیں۔ مگر اس کی ترکاری بھی بری نہیں ہوتی ممالک مغربی شمالی و اودھ اور پنجاب کے کئی اضلاع میں ککڑی کا استعمال بطور ترکاری بہت کثرت سے ہوتا ہے اس کی زمین پر بیل چلتی ہے۔

میدانوں میں ککڑی کو وسط فروری سے لیکر اپریل کے آخر تک بو سکتے ہیں

مگر پتھریلی پر یہ پیدا نہیں ہوتی۔ یوں تو یہ ہر طرح کی زمینوں پر بوئی جا سکتی ہے مگر جس زمین میں
ریت کا جزو خاصہ ہو اور خوب طرح سے کھاد دی گئی ہو۔ وہاں یہ بہت افراط سے پیدا ہوتی ہے
اور اچھی ہوتی ہے۔ اس کی کاشت کی ترکیب بہت سہل ہے کیاریوں کو درست کر کے ایک
ایک گز کے فاصلہ پر آٹھ آٹھ دس دس بیج بو دئے جاویں۔ اگر یہ فاصلہ سب طرف سے
یکساں ہو جب بیج پھوٹ آویں تو کمزور پودے اکھاڑ دئے جاویں اور طاقتور رہنے
دئے جاویں یہی تمام میں پھیل جاوینگے اور خوب ککڑیاں اتریں گی۔ اگر سب یکساں ہوں تو
دو تین اکھاڑ دئے جاویں تاکہ بیلیں بہت گھنی نہ ہو جاویں۔ ناکارہ گھاسوں کو اس وقت
اکھاڑتے رہیں جب تک کہ بیلیں کل زمین کو ڈھانپ لیں اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں
ایک دو دفعہ پانی د
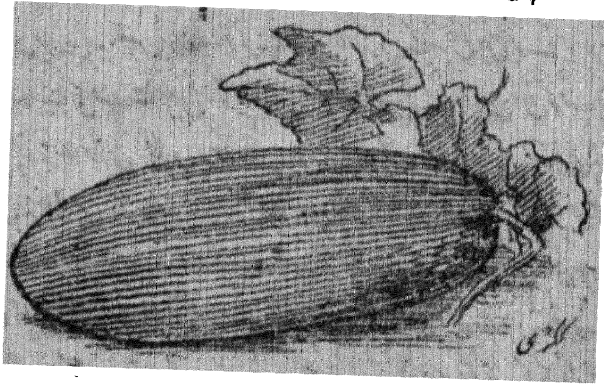
کلفے کا ساگ

ہندوستان میں کلفے کا ساگ عام شے ہے در اصل یہ لفظ خرفہ ہے مگر
غلط العام کلفا ہے۔ موسم گرما میں اس کا بہت استعمال ہوتا ہے اس کا ذائقہ ترشی مائل
بہت اچھا معلوم ہوتا ہے۔ میدانوں میں ماہ مارچ کے وسط سے جون کے آخر تک بو
سکتے ہیں اور پہاڑوں پر ماہ اپریل سے ستمبر کے وسط تک بوتے ہیں۔ یہ ساگ ہر سال

بویا جاتا ہے۔ جب موسم ختم ہو جاتا ہے تو یہ خود بخود مر جاتا ہے اس کے پتے ڈل دار ہوتے ہیں۔ اس کی بھجیا بنتی ہے۔ دیسی اطبا اس کے بیج نسخوں میں تجویز کرتے ہیں۔ انگریز اسے بہت کم استعمال کرتے ہیں۔

اس کے بونے کی ترکیب بہت آسان ہے کیاریاں درست کر کے بیجوں کو چھڑکواں بودیں اور ساتھ ہی یہ خیال رکھیں کہ تخم کہیں زیادہ اور کہیں کم نہ پڑیں جب تخم پاشی ہو جائے تو باغیچہ کی مٹی کو خوب باریک کر کے آہستہ آہستہ تمام بیجوں پر چھڑک دیں مگر تخم پاشی کے پہلے کیاریوں کو پانی سے تر کرلیں مگر اتنا زیادہ پانی نہ ہو کہ مٹی کیچڑ کی مانند ہو جائے۔ جب بیج پھوٹ آویں تو گھنے پودوں کو چھانٹ دیں اور ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں پاک رکھو حسب ضرورت پانی دینا چاہیے۔ اس ساگ کو جڑوں سے نہیں اکھاڑنا چاہیے بلکہ پتے اور نرم گلے توڑنے چاہئیں۔ ایک ہی فصل میں یہ ساگ دو تین مرتبہ پھوٹ آتا ہے۔ اگر جڑ سمیت اکھاڑ لیا جائیگا تو یہ بات حاصل نہ ہوگی۔

رتالو

اگرچہ رتالو پنجاب کے ایک بڑے حصہ میں عنقا صفت ہے مگر تاہم دہلی اور اس کے گردو نواح میں بہت مل سکتا ہے۔ یہ ایک نہایت لذیذ اور عمدہ ترکاری ہے اور اگر اس کی شوق اور احتیاط سے کاشت کی جائے تو بہت فائدہ متصور ہے۔ رتالو کی بیل چڑھتی ہے۔ اور جڑ میں رتالو پیدا ہوتا ہے۔ چھلکے سرخی مائل ہوتے ہیں اور تمام پر چھوٹے چھوٹے گہرے داغ سے ہوتے ہیں۔ رتالو بڑی شکرقندی کے موافق ہوتے ہیں اور بعض بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں۔ اگر رتالوں کی جڑوں کو صدمہ نہ پہنچے اور عمدہ پیداوار ہوتی رہے تو ہر سال رتالو نکل سکتے ہیں۔ اسکی کئی قسمیں ہیں مگر دو ایک مشہور ہیں۔ ولایت میں بھی اس کی کاشت ہوتی ہے۔

رتالو کی بونے کی ترکیب یہ ہے کہ رتالو کا کچھ حصہ کاٹ کر بوتے ہیں۔ یا

رتالوؤں میں سے جو جڑیں پھوٹ نکلتی ہیں - ان کو لگاتے ہیں۔ میدانوں میں اس کے بونے کا موسم فروری سے مئی تک ہے۔ اور پہاڑوں میں مارچ سے مئی تک۔ رتالو کے ٹکڑے یا جڑیں اس طرح سے لگائی جاتی ہیں کہ پہلے زمین کو اچھی طرح سے درست کرکے اس میں خوب تخمیر شدہ کھاد ملا لیتے ہیں جو بالعموم کھاد مجموعہ ہوتی ہے۔ جب ملاتے ملاتے مٹی اور کھاد ایک جان ہو جاوے تو دو دو فٹ کے فاصلہ پر چار چار یا پانچ پانچ فٹ گہرے اور دو فٹ چوڑے سوراخ کھودے جاتے ہیں۔ ان سوراخوں میں پھر سطح کی مٹی جس میں کھاد ملی ہوئی ہوتی ہے بھرنا چاہیے۔ اور جب آٹھ نو انچ گہرائی رہ جاوے تو رتالوؤں کے ٹکڑے یا جڑیں لگا کر مناسب احتیاط کریں جس وقت کلے پھوٹ آویں اور چند انچ لمبے ہو جاویں تو ان کے سروں کو بانس کی جعفری پر چڑھا دیں۔ اگر دو چار بیلیں لگانی منظور ہیں تو کسی درخت یا چھپر پر بیل چڑھا سکتے ہیں مگر جب زیادہ کاشت منظور ہو تو بانس کی جعفری سے کام لینا چاہیے۔

پہاڑوں پر بھی رتالو پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس پودے کو زیادہ حرارت کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے یہ تین چار ہزار فٹ کی بلندی پر پیدا نہیں ہو سکتا۔

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں کہ اس کے بونے کی یہ ترکیب بھی ہے کہ رتالوؤں میں سے جو جڑیں پھوٹیں ان کو موسم بہار میں ایک کیاریوں میں جو خوب طرح سے تیار کی گئی ہوں۔ پاس پاس بودیں۔ جب یہ پھوٹ جاویں اور ان کی بیلیں چھ فٹ لمبی ہو جاویں تو ان میں سے قلمیں حاصل کی جاویں اور پھر انہیں باقاعدہ کیاریوں میں قطاروں پر لگایا جاوے۔ اگر ہوتی ہوگی تو بہت جلد قلمیں پھوٹ نکلیں گی۔ ورنہ پانی دینا چاہیے۔ ہفتہ میں روز میں جڑیں بخوبی قائم ہو جاوینگی۔ اس اثنا میں برابر پانی سے خبرگیری رکھیں۔ ورنہ بیلوں کے خشک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس وقت اغل بغل سے فضول شاخیں بھی بیلوں سے نکل آتی ہیں ان کو نوچتے رہیں ورنہ رتالو پتلے ہو نگے۔ کیونکہ یہ فضول شاخیں بہت کچھ پودے کی خوراک ہضم کر جاتی ہیں۔

مسٹر سنڈرس لکھتے ہیں کہ اہل چین رتالو کی کاشت ایک اور طریق سے بھی کرتے ہیں جسے وہ نہایت سہل بتاتے ہیں کیاریوں میں اونچی قطاریں بنا کر یا تو ثابت پتلے پتلے رتالو تین تین فٹ کے فاصلے پر گاڑ دیتے ہیں یا ان کے ٹکڑے دبا دیتے ہیں۔ جب کلے پھوٹ نکلتے ہیں اور کچھ تقویت پذیر ہو کر ادھر ادھر پھیلنے لگتے ہیں تو چھ یا آٹھ انچ کے فاصلہ پر پتوں کو چھوڑ کر ان کے جوڑوں پر مٹی ڈال کر ہاتھ سے تھپک دیتے ہیں۔ چند دنوں میں ان جوڑوں میں جڑیں پھوٹ نکلتی ہیں اور رفتہ رفتہ رتالو سیجھ جاتے ہیں۔ گو اس طرح سے بآسانی اور افراط سے رتالو پیدا ہو جاتے ہیں مگر دُبلے پتلے رہتے ہیں۔ بہترین ترکیب یہ ہے کہ قطاروں پر ایک ایک فٹ کے فاصلہ پر رتالوؤں کے ٹکڑے لگاتے جائیں اور انھیں خوب نشو و نما ہونے دیا جائے۔ موسم خزاں میں رتالو کھود لئے جاتے ہیں۔ رتالوؤں کے پتے اور شاخیں مویشی بہت شوق سے کھاتے ہیں۔

پلول

پلول ایک نہایت لذیذ ترکاری اور کمیاب ہونے کی وجہ سے گراں ہے۔ پنجاب میں تو شاذ و نادر ہی لوگ اس کے نام سے واقف ہیں۔ البتہ تنبولی انھیں کبھی کبھی تھوڑے بہت منگواتے ہیں اور چھ سات آنے سیر فروخت کرتے ہیں۔ بنگالی اور ممالک مغربی و شمالی کے باشندے انھیں بہت شوق سے خریدتے ہیں۔ بعض اصحاب کو یہ غلط خیال ہے کہ پلول پانوں کا پھل ہوتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ممالک مغربی و شمالی و اودھ میں کاشتکار انھیں پانوں کی کھیت میں بو دیتے ہیں اور وہاں یہ بہت عمدگی سے نشو و نما ہوتے ہیں۔ مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ بغیر پانوں کے ساتھ بوئے یہ پیدا نہیں ہو سکتے۔ سنا ہے کہ راولپنڈی سے دو چار میل کے فاصلہ پر پلول کی کاشت

تھوڑے قطعہ اراضی میں ہوتی ہے۔ اور کاشتکار بہت بڑا فایدہ اٹھاتا ہے۔ اگر اس کی کاشت کی طرف توجہ کی جائے تو بہت فایدے متصور ہیں +

پلول کی بیل چڑھتی ہے اور یہ پودا ایک مرتبہ کا لگایا ہوا دیر تک بنا رہتا ہے۔ ہر سال بیل ہری ہوجاتی ہے اس کا پھل گاؤدم اور قریب چار انچ کے لمبا ہوتا ہے جب تک کچا رہتا ہے تو اس کا رنگ سبزی مائل سبز ہوتا ہے اور جب پک جاتا ہے تو پیلا پڑ جاتا ہے +

میدانوں میں اسے شروع ماہ مئی سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر یہ تین ہزار فٹ کی بلندی سے اوپر پیدا نہیں ہوسکتا۔ اس کے بونے کے لئے ہلکی زمین انتخاب کرنی چاہئے۔ جس میں نبات کا بھی کسی قدر جزو۔ اور اس میں فالتو پانی نہ رہ سکے۔ اور نشیب میں نہ ہو۔ تین تین فٹ کے فاصلہ پر پانچ پانچ سات سات بیج بو دیں جب پھوٹ جاویں تو کمزور نکال دیں اور طاقتور رہنے دیں۔ یا اگر سب اچھے ہوں تو رہنے دیں۔ مگر یہ خیال رہے کہ پودے گھنے نہ ہوجائیں۔ بیلیں زمین پر پھیلنے دیں۔ بعض اس کی بیلوں کو درختوں اور جھونپڑوں پر بھی چڑھا دیتے ہیں مگر بعض تجربہ کاران کی رائے ہے کہ زمین پر بیل کے پھیلنے سے پلول اچھے لگتے ہیں۔ پانی دینے کی اسے ضرورت ہے مگر اعتدال کے ساتھ۔ ناکارہ گھاسوں سے کیاریاں کو بالکل پاک رکھیں +

بینگن دیسی

بینگن مشہور ترکاری ہے۔ اس کو کئی طرح سے استعمال کیا جاتا ہے آچار پڑتا ہے بھرتا بناتے ہیں۔ اور ترکاری کثرت سے بنتی ہے۔ گو اس کا پودا ایک مرتبہ کا لگایا ہوا عرصہ تک قائم رہتا ہے مگر تاہم ہر سال اس کی کاشت ہوتی ہے

کیونکہ صرف اسی کے لئے کوئی بھی کاشتکار کسی قطع اراضی کو مخصوص کردینا نہیں چاہتا۔ بینگن کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ اور ان میں رنگ قد اور کسی قدر ذائقہ میں فرق ہوتا ہے بعض بینگن پتلے اور چھوٹے قدر کے ہوتے ہیں ان کو بتا کہتے ہیں بعض موٹے اور اودے رنگ کے ہوتے ہیں ان کو مارو کہتے ہیں اور یہ بالعموم بھرتے بنانے کے کام میں آتے ہیں۔ بعض بالکل گول اور سفید رنگ کے انڈے کی طرح ہوتے ہیں۔ جنرل جنکنسن فرماتے ہیں کہ پٹنہ میں بینگن کی پانچ قسمیں بہت مشہور ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں (۱) مانک (۲) گورکھنتہ (۳) بارہ ماسہ (۴) ولایتی (۵) جھاڑ ۔

میدانوں میں اسے اکتوبر شروع مارچ اور شروع جون میں بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں میں تین ہزار فٹ کی بلندی سے اوپر پیدا نہیں ہوتا۔ شمالی ہند میں اس کی سال بھر میں بالعموم تین فصلیں بوئی جاتی ہیں۔ پہلی ماہ اکتوبر کے آخر میں اس طرح سے بوتے ہیں کہ کیاریاں سب طرح سے درست کرکے بیج چھڑک دیتے ہیں۔ اور ۲-۱ انچ اوپر گھاس سے چھپر چھپا دیتے ہیں۔ پودے اسی جگہ باہستگی نشو ونما ہوتے رہتے ہیں۔ وسط فروری میں یہ پودے اکھاڑ اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں قطار میں لگائے جاتے ہیں۔ جن کا آپس میں ۱۸-۱ انچ کے قریب فاصلہ ہوتا ہے۔ اور پودوں میں آپس میں ۱۵-۱ انچ کا فرق کافی ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ پانی دیدیتے ہیں اور گاہے گاہے گوڈتے رہتے ہیں۔ اس فصل سے مارچ کے آخر تک بینگن اترنا شروع ہوتے ہیں اور جون تک اترتے رہتے ہیں ۔

دوسری فصل وسط فروری سے مارچ کے اخیر تک بوئی جاتی ہے بیج چھڑکواں ڈالتے ہیں۔ جب پودے تین چار انچہ اونچے ہو جاتے ہیں تو اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں لگاتے ہیں۔ باقی ترکیب وہی ہے جو اوپر لکھی جا چکی ہے۔ مئی کے اخیر میں اس فصل سے بینگن اترنے لگتے ہیں اور قریب قریب تمام برسات اترتے رہتے ہیں۔

تیسری فصل شروع برسات یعنے جون کے شروع میں بوتے ہیں اور اس کے بونے کی وہی ترکیب ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ برسات کے خاتمہ پر اس فصل سے بینگن اترنے لگتے ہیں اور قریب قریب تمام موسم خزاں میں اترتے رہتے ہیں۔ تیسری فصل کسی قدر احتیاط طلب ہے۔ اگر بارش زیادہ ہوئی اور کیاریوں میں پانی بھرا رہا۔ یا مٹی سخت یا بہت چکنی ہوئی تو اکثر پودے پھولنے پھلنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اگر احتیاط رکھی جاوے تو فصل خاصی ہو جاتی ہے۔

کالی توری

کالی توری کی بیل چڑھتی ہے۔ اور جب اس کا موسم ختم ہو جاتا ہے تو خود بخود مرجھا کر سوکھ جاتی ہے۔ یہ قریب ایک فٹ تک لمبائی میں پہنچتی ہے اور اس کے پوست پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک تیز نسیں ہوتی ہیں۔ رنگ اس کا سیاہی مائل سبز ہوتا ہے۔ یہ باغیچوں کی معمولی زمین میں اچھی طرح سے پیدا ہو جاتی ہے مگر بونے کے پیشتر اگر کیاری میں خوب طرح سے سڑی ہوئی کھاد مجموعہ دیدی جاوے تو بہتر ہے۔

میدانوں میں اسے شروع ماہ مارچ سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں مگر پہاڑوں میں یہ پیدا نہیں ہوتی۔ اس کے بونے کی ترکیب آسان ہے سال میں اس کی دو فصلیں بوئی جاسکتی ہیں۔ ایک مارچ میں جو گرمی کی فصل کہلاتی ہے اور دوسری فصل جون اور جولائی میں بوتے ہیں جو برساتی فصل کہی جاتی ہے۔ پہلی فصل اس طرح سے بوتے

ہیں کہ کیاری میں ایک جگہ اکٹھے آٹھ سات بیج بو دئیے اور پھر چاروں طرف سے تین تین فٹ کا فاصلہ چھوڑ کر اور اسی طرح سے اکٹھے بو دئیے۔ جب بیج پھوٹ نکلے۔ تو ناقص اور کمزور اوکھاڑ دئیے باقی کی زمین پر بیلیں چلنے دیں۔ برساتی فصل کیاریوں کی قطاروں پر بوئی جاتی ہے۔ جن کا آپس میں پانچ چھ فٹ فاصلہ ہوتا ہے اور ہر ایک بیج سات آٹھ انچ کے فاصلہ سے بویا جاتا ہے۔ جب پودے پانچ چھ انچ لمبے ہو جاتے ہیں تو ٹیکیں لگا دی جاتی ہیں۔ تاکہ بیلیں زمین پر پڑی پڑی خراب نہ ہو جائیں فصل کو چوتھے پانچویں دن برابر پانی دینا چاہیے۔ اور گھاسوں سے کیاریوں کو صاف کریں

گھیا توری

گھیا توری اور کالی توری میں صرف یہی فرق ہے۔ کہ گھیا توری کالی توری سے کسی قدر گداز ہوتی ہے۔ اور اس کے پوست پر پسلیں نہیں ہوتیں اور ذائقہ میں کالی توری کی نسبت شیریں ہوتی ہے +

میدانوں میں اسے شروع اپریل سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں مگر پہاڑوں پر پیدا نہیں ہوتی۔ اس بونے کی بعینہ وہی ترکیب ہے جو ابھی ہم اوپر کالی توری کے ضمن میں لکھ چکے ہیں۔ اعادہ کی کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ توری کے پتوں کا عرق خاصہ سبز رنگ کا کام دیتا ہے۔ اکثر عورتیں دیواروں پر جو خاص خاص تہواروں پر تصویریں بناتی ہیں وہ اس رنگ کو استعمال کرتی ہیں +

اروی

اروی یا گھوئیاں ہندوستان میں ایک عام ترکاری ہے اور کئی طرح پر

استعمال کی جاتی ہے اہل یورپ اسے بہت کم استعمال کرتے ہیں مگر ہندوستانی قریب قریب بارہ مہینے برابر برتتے ہیں۔ بالعموم یہ ماہ مئی کے آخر میں بوئی جاتی ہے اس کے بونے کی ترکیب بہت آسان ہے۔ کیاریوں کو کسی قدر گہرا کھود کر مٹی کو خوب باریک کریں اور کھاد مجموعہ کا جزو دیگر مٹی کے ساتھ ایکجان کر دیا پھر چودہ چودہ انچ کے فاصلہ پر قطاریں بنا دیں
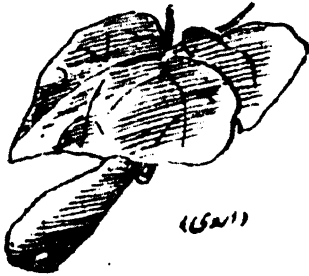
(ادرک)

ان پر پانچ انچ کے قریب سوراخ کرکے چھوٹی چھوٹی ادرکیاں چودہ انچ کے فاصلہ پر گاڑ دیں اور اوپر سے مٹی ڈالدیں ہر چوتھے پانچویں دن پانی دیتے رہیں اور ناکارہ گھاس کیاری میں اُگنے نہ دیں کبھی کبھی گوڈائی کرتے رہیں۔

پوئی

پوئی کی بیل ہوتی ہے اور یہ بطور ساگ استعمال کی جاتی ہے۔ اہل پنجاب ممالک مغربی و شمالی و اودھ اسے شاذ و نادر ہی استعمال کرتے ہیں۔ مگر اہل بنگال اس کے بہت شایق ہوتے ہیں۔ چنانچہ اکثر بنگالی اسے اپنے گھروں میں لگالیتے ہیں۔ اس کے لگانے کی ترکیب بہت ہی آسان ہے۔ کسی کونے میں یا صحن میں جگہ مناسب معلوم ہو اگر ماہ جون میں پوئی کے بیج یا اس کی قلم بودی جاوے تو اس کی بیل بلا تردد خود بخود بڑھنے لگے گی جب یہ چند فٹ اونچی ہو جاتے تو اسے جعفری پر چڑھادیں یا کسی چھپر پر۔ چونکہ اس کے پتے خاصے چوڑے ہوتے ہیں اور بیل بہت گھنی پھیلتی ہے۔ اس لئے سایہ خوب ہو جاتا ہے اس کی شاخوں میں پتے کے پاس چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں جو پک کر جھڑ جاتے ہیں ان کو لینے سے نہایت خوشنما اودا اور سرخ رنگ برآمد ہوتا ہے۔ اگر ترکیب سے بنایا جائے تو اس کا ساگ اچھا بنتا ہے۔

چولائی کا ساگ

چولائی کا ساگ لذیذ ہوتا ہے۔ چولائی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک جنگلی اور ایک باغیچوں کی۔ بہ نسبت باغیچوں کی چولائی کی جنگلی لذیذ معلوم ہوتی ہے اور اکثر اصحاب اسے پسند کرتے ہیں۔ اس کی مختلف قسمیں ہیں مگر دو ایک زیادہ مشہور ہیں مثلاً لال ساگ مرسا وغیرہ۔

میدانوں میں اسے شروع اپریل سے جولائی کے اخیر تک بو سکتے اور پہاڑوں میں بھی انہیں ایام میں بوئی جاسکتی ہے۔ اس کے بونے کی ترکیب سہل ہے کیاریوں میں اٹھارہ اٹھارہ انچ کے فاصلے سے قطاریں بنا کر ان پر بیج چھڑک دیں۔ اور اوپر سے مٹی کا ہلکا سا غلاف دے دیں یعنے مٹی کو باریک باریک اوپر سے چھڑک دیں۔ جب پودے نکل آویں تو جہاں گھنے ہوں وہاں سے چھانٹ دیں۔ اگر موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دیں اور ناکارہ گھاسیں اٹھاتے رہیں۔ جب زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو اپریل سے لیکر جولائی تک ہر مہینہ بوتے رہتے ہیں یہ ساگ بہت جلد بڑھ جاتا ہے۔

لال مرچ یا ہری مرچ

ہری مرچ یا لال مرچ۔ اگرچہ عام طور پر ترکاریوں میں بطور مصالحہ ڈالی جاتی ہیں مگر اکثر شوقین ان کی ترکاری بھی پکاتے ہیں۔ بہت سے حلوائی اچھی اور بال کر کھٹائی میں ملا کر بطور ترکاری انہیں پوری کچوریوں کے ساتھ رکھ دیتے ہیں۔ مرچ کی کئی قسمیں ہیں مگر دو چار بہت مشہور ہیں۔ ان کا رنگ سبز زرد اور سرخ ہوتا ہے۔ لمبی مرچیں کم چرچری ہوتی ہیں اور

چھوٹی مرچیں زیادہ تیز ہوتی ہیں اسی وجہ سے انھیں تتیا مرچ بھی کہتے ہیں۔

میدانوں میں انھیں شروع اپریل سے وسط جون تک بو سکتے ہیں اور پہاڑوں پر شروع اپریل سے مئی کے اخیر تک

پہلے ایک کیاری میں مرچوں کے چھڑکواں بو دیں۔ جب پودے پھوٹ آویں اور چند انچ اونچے ہو جائیں تو انھیں ہموار زمین پر قطار در قطار بو دیں ایک قطار کا دوسری قطار سے ڈیڑھ یا دو فٹ کا فاصلہ کافی ہے پودوں کو آپس میں ایک فٹ فرق رہنا چاہیے بونے سے پہلے کسی قدر سڑی ہوئی کھاد مجموعہ ڈال دینی چاہیے اگر زمین عمدہ ہو اور بونے سے چھ مہینے پہلے کھاد پڑ گئی ہو تو پھر بوتے وقت کھاد دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب موسم خشک ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دیں اور ناکارہ گھاسوں کو کیاریوں میں جمنے نہ دیں پہاڑوں میں بھی بونے کی یہی ترکیب ہے ✦

ادرک

ادرک عام طور پر بطور مصالحہ استعمال کی جاتی ہے اور اور بھی کئی طرح سے برتتے ہیں مگر اس کی ترکاری بھی بنائی جاتی ہے اور یہ نہایت لذیذ بنتی ہے۔ ادرک ہلکی زمین میں

جہاں چکنی مٹی اور ریت کا جزو معقول ہو خوب نشو و نما پاتی ہے - اسی ماہ مئی کے اخیر میں بوتے ہیں - کیاریوں کو خوب درست کرکے قطاریں بنانی چاہیئیں - جن کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو - پھر ادرک کی چھوٹی گانٹھوں یا ٹکڑوں کو ایک فٹ کے فاصلہ پر ان قطاروں پر چار پانچ انچہ گہرا بو دیں - ادرک بہت جلد پھوٹ آویگی اور اگر بارش نہ ہو تو ہفتہ میں ایک مرتبہ کنوئیں کا پانی دیں - جنوری میں ادرک کو اکھاڑ کر اور خوب پانی سے صاف کرکے دھوپ میں خشک کرلیں تاکہ پانی کی نمی دور ہوجاوے پھر ان کو بوریوں میں بھرلیں - یا جس طرح سے مناسب سمجھیں ٹھکانے سے لگادیں ◆

(بیسو کنٹیکس بین)

(ولایتی پیاز)
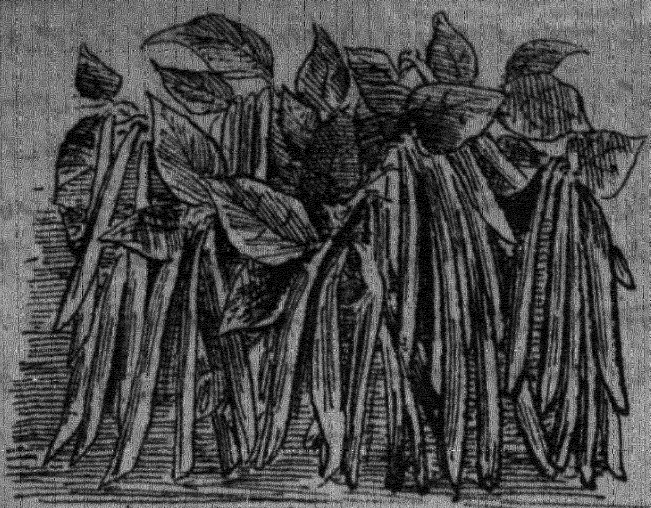
کارخانہ پیسہ اخبار لاہور کی زراعتی کتابیں

ترکاریاں اس کتاب میں ہندوستان اور ممالک غیر کی تمام ترکاریوں کی پیداوار کاشت پرورش نگہداشت اور ان سے زیادہ فائدے حاصل کرنے کی مجرب ترکیبیں درج کی گئی ہیں۔ خاصکر اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ ممالک غیر کی ترکاریاں یہاں کس حالت اور کس خشک و تر موسم میں پیدا وار ہو سکتی ہے۔ اس میں ۱۱۲ صفحے اور ۱۰۰ تصویر درج ہیں قیمت فی جلد عصعر

میوہ جات ان تمام میوہ دار درختوں کے حالات۔ ان کی پرورش و نگہداشت پیوند کے طریقے۔ کھاد ڈالنے کی ترکیبیں۔ درختوں کے باغات نفع کی غرض سے لگاتے عمدہ اور لذیذ میوے تیار کرنے کے مفصل حالات نام ۷ تصویروں کے درج ہیں قیمت فی جلد عصعر

پھلواڑی میوہ جات اور ترکاریوں کے بعد تیسری کتاب پھولوں کے باب میں شایع کی گئی ہے۔ اس میں صدہا قسم کے ہندوستانی اور انگریزی پھولدار پودوں کا ذکر ہے۔ باغوں کے شوقین اس کتاب کی مدد سے ہر قسم کے پھول پیدا کر سکتے ہیں قیمت فی جلد عصعر

کاشت آلو ہندوستان میں کاشت آلو کی کس طرح توسیع ہو سکتی ہے۔ اور بمقابلہ دیگر ترکاریوں کے یہ کس قدر زیادہ منفعت بخش ہے۔ ۲۴ صفحہ قیمت ۲؍

فادزہر یعنے سانپ اور اس کے کاٹے کا علاج و مفصل حالات مع تصاویر کے قیمت ۱ عصعر ایک روپیہ۔

یہ کتابیں کارخانہ پیسہ اخبار لاہور سے مل سکتی ہیں

کتب خانہ
جامعہ عثمانیہ

635

محبوب عالم

16 MAR 1972